This is a reproduction of a book from the McGill University Library collection.

Title: Shārḥat aṣ-ṣudūr fī aḥkām al-qubūr / az ta’līf Muḥammad Ḥabīburraḥmān Qādirī.
Author: Qādirī, Muḥammad Ḥabīburraḥmān.
Publisher, year: Murādābād : Na‘īmī Pres, 1344 [1925 or 1926].

The pages were digitized as they were. The original book may have contained pages with poor print. Marks, notations, and other marginalia present in the original volume may also appear. For wider or heavier books, a slight curvature to the text on the inside of pages may be noticeable.

ISBN of reproduction: 978-1-77096-122-7

This reproduction is intended for personal use only, and may not be reproduced, re-published, or re-distributed commercially. For further information on permission regarding the use of this reproduction contact McGill University Library.

McGill University Library
www.mcgill.ca/library

Islam
BP184.9
F8 Q2
1925

(2113)

MOONIS BOOK DEPOT
A House for Rare Books & manuscripts
SOTHA ST; BADAUN. U. P. INDIA.

1/50

هو القادر

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات ط بل احیاء ولکن لا تشعرون

بعون القادر المقتدر القدیر یہ نفیس رسالہ جس میں قرآن حکیم کی تین آیتوں اور اکتیس ۳۱
احادیث شریفہ اور ائمہ کرام و فقہائے انام کے تقریبا ایک سو پچیس اقوال و عبارات
سے حضرات انبیائے کرام و صلحائے عظام کے آثار و تبرک ان کے مشاہد اور
مزارات پر عمارت وغیرہ بنانے کا ثبوت دیا گیا ہے

مسمی بہ نام تاریخی بہ لحاظ تالیف

شارحة الصدور فی احکام القبور

۱۳۴۴ھ

بلحاظ طبع

ارغام النجدیہ

۱۳۴۵ھ

از تالیف عالیجناب مولٰنا حضرت مفتی محمد حبیب الرحمن القادری المقتدری البدایونی

حسب فرمایش

عالی ہمم ذو المجد و الکرم محب اسلام جناب صوفی شاہ محمد شفیق احمد القادری
المقتدری شیر کوٹی حال وارد کوہ الموڑہ صدر بازار

جناب مولٰنا محمد عمر صاحب نعیمی قادری نے نعیمی پریس مراد آباد میں چھاپا اور صوفی صاحب موصوف نے شایع کیا

هو القادر　　　　　　　　　　　　　　　　هو المقتدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام
علیٰ شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد تعظیم حضرات انبیائے کرام و توقیر اولیائے عظام اہلسنت وجماعت کا مسلّم مسئلہ ہے مگر فرقہ وہابیہ نجدیہ اسکا مخالف ہے وہ کہتا ہے کہ انبیا اولیا کو وسیلہ بنانا ان سے مدد چاہنا. انکو مصیبت کے وقت پکارنا حرام اور کفر و شرک ہے حالانکہ یہ تمام امور آیات احادیث اور اقوال و افعال صحابہ کرام و سلف صالحین سے ثابت ہیں اسلئے آج کل غیر مقلد وہابی اور نجدی پرست ابن سعود وغیرہ کے افعال قبیحہ (انہدام مولد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام علیہم الرضوان و مزارات صحابہ کرام و اہلبیت عظام و ائمہ کرام وغیرہ) کو جائز ثابت کرنے کی دھن میں مصروف ہیں اور کہتے ہیں کہ اہلبیت و اصحاب کرام کے مزارات پر عمارتیں بنانا ان کی شان و عظمت ظاہر کرنا قطعاً حرام ہے یا وہاں مسجد تعمیر کرنا. نماز پڑھنا دعا مانگنا ناجائز و شرک ہے جو لوگ نماز میں آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کو معاذ اللہ گائے اور گدھے کے خیال سے بدتر بتائیں (دیکھیے صراط مستقیم تالیف اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۸۶ صرف ہمت بسوی شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالتمآب باشند بچندین مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است) جو لوگ انبیا اولیا سے مدد چاہنے انکو پکارنیکو کفر و شرک ٹھہرائیں ان سے توسل حرام کہیں (نواب صدیق حسن خان بھوپالی التاج المکلل صفحہ ۲۲۷ و ۲۲۸ میں قاضی عبدالرحمن بھگلی سے عبدالعزیز بن سعود نجدی کا قول نقل کرتے ہیں لا یدعیٰ الا اللہ و لا یستغاث الا بہ اظہر اللہ الحق علیٰ ید شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب فبین النجدی علیہ وھو بین غالب الناس الیوم من الاعتقادات فی الصلحین و غیرہم و دعوتہم عند الشدائد

والاستعانة بهم وطلب الحاجات منهم وانه الشرك الاكبر یعنی اللہ ہی کو پکارا جائے
اور اسی سے استغاثہ کیا جائے اللہ نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کے ہاتھ پر حق ظاہر کردیا انھوں نے بتادیا کہ جو
آج کل اکثر لوگوں کا دین ہے یعنی صالحین وغیرہ سے اعتقاد انکو مصیبتوں کے وقت پکارنا
ان سے مدد چاہنا اور حاجتیں طلب کرنا شرک اکبر ہے۔ تقویۃ الایمان مولفہ مولوی اسمٰعیل
دہلوی صفحہ ۵ میں ہے اکثر لوگ پیروں پیغمبروں اور اماموں کو اور شہیدوں کو مشکل کے وقت پکارتے
ہیں کوئی بیٹے کا نام عبدالنبی کوئی غلام محی الدین کوئی غلام معین الدین غرض جو کچھ ہندو
اپنے بتوں سے کرتے ہیں سو یہ جھوٹے مسلمان اولیا اور انبیا سے کر گذرتے ہیں پھر اگر کوئی
ان سے کہے کہ تم افعال شرک کرتے ہو تو اسکو جواب دیتے ہیں کہ شرک جب ہوتا کہ ہم ان اولیا انبیا
کو اللہ کی برابر سمجھتے انکو ہم اللہ کا ہی بندہ جانتے ہیں اور یہ قدرت تصرف انکو اسی نے بخشی ہے
اور وہ اللہ کے پیارے ہیں اور اسکی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور اسی طرح کی خرافاتیں
بکتے ہیں ابو القاسم صاحب بنارسی بازپرس میں لکھتے ہیں جب انبیا اور اولیا اپنے نفس کے نفع اور
نقصان کے مالک نہیں تو دوسروں کے کیا خاک ہو سکتے ہیں، جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے روضہ کیجانب سفر کو حرام اور شرک بتائیں (فصل الخطاب صفحہ ۷ میں محمد بن
عبدالوہاب سے منقول ہے (لا یشد الرحال الا للزیارۃ المسجد والصلوۃ فیہ) قمر
بنارسی ۱۳ جنوری ۱۹۲۵ء خط میں لکھتے ہیں مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر جائز ہے
اور کسی کے مزار کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا ناجائز مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان
صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں جو کوئی کسی پیر پیغمبر کو یا کسی کے چلہ یا دکان یا تبرک یا قبر کو رکوع کرے
یا ہاتھ باندھکر کھڑا ہووے یا دور دراز سے قصد کر کے جاوے یا اسکے گرد و پیش کے جنگل کا ادب
کرے اسپر شرک ثابت ہوتا ہے۔ ان لوگوں اور انکے ہمخیالوں سے کیا تعجب ہے کہ وہ انبیا اولیا
اہل بیت و اصحاب کے مزارات کی عزت و عظمت کو حرام و شرک بت پرستی اور انکے توڑنے کو
ایسا واجب اور ثواب بتائیں جسطرح بتوں اور مندروں کا توڑنا اور مولوی ثناء اللہ

امرتسری لکھتے ہیں کہ اگر سلطان محمود غزنوی کا فعل (سومنات مندر کا توڑنا) شرعاً جائز تھا
تو سلطان نجد یا اُن کی افواج کا یہ فعل مولد النبی و دیگر مولد و مزارات صحابہ و اہل بیت کا توڑ دینا
بھی جائز ہے سچی بات یہ ہے کہ سلطان غزنوی کے فعل میں ایک قسم کی ناجوازی کا شبہہ
باقی ہے لیکن سلطان نجدی کے فعل میں عدم جواز کا ذرا بھی شبہہ نہیں (رہم ۱۶ ستمبر ۱۹۲۵ء)
ایڈیٹر زمیندار لکھتے ہیں اس (ابن سعود) سے صرف اتنا قصور سرزد ہوا ہے کہ اس نے بعض مولد
مقابر کے قبے اتروا ڈالے جہاں صدہا مشرکانہ رسوم ادا ہوتی تھیں (زمیندار ۱۲ صفر ۱۳۴۴ھ)
مسئلہ کے دو پہلو ہیں اوّل قبور کے پختہ کرنے انکے قریب مسجد تیار کرنے انکے گرد عمارات وغیرہ
بنانیکا اثبات دوسرے وہابی غیر مقلد اور نجدی پرست مخالفین کے اقوال کا رد اصل مبحث
پر روشنی ڈالنے سے قبل چند ضروری اصول کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے جن سے مقصود سمجھنے میں نہایت
آسانی ہو جاتی ہے **اصل اوّل** آیات و احادیث کی تفسیر و شرح سمجھنے کیلئے معتبر مفسرین و شراح احادیث
و مستند علماء اہل سنت و جماعت کیطرف رجوع کرنا لابدی ہے مثلاً بعض گمراہ فرقہ ملائکہ اجنہ و معجزات
وغیرہ کا انکار کرتے ہیں اور آیات و احادیث کی من گھڑت تاویل کرتے ہیں یونہی بعض مردود
غلط ہیں **اصل دوم** غالباً ایسے مسائل بہت کم نظر آئیں گے جن میں کچھ نہ کچھ اختلاف نہ ہو لہذا
ایسا ہوتا ہے کہ ایک مقام پر ہر مسئلہ میں جمہور محققین اور اکثر علماء معتبرین کے اقوال معتبر ہوں گے
اصل سوم بعض مسائل میں ایسا ہوتا ہے کہ ایک مقام پر اجمال کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے
اور دوسرے مقام پر تفصیل کیساتھ یا ایک جگہ مطلق اور دوسری جگہ مقید یا کہیں عموم کے طور پر
اور کہیں تخصیص کے طور پر تو اس سے چارہ نہیں کہ تمام نصوص و اقوال میں تطبیق دیجائے اور سب عبارتوں
کو ملا کر جو نتیجہ نکلتا ہے اسکو معتبر سمجھا جائے مثلاً قرآن شریف میں فرمایا جاتا ہے لا یعلم الغیب الا اللہ
اگر اس کے ظاہر معنی لیے جائیں کہ علوم غیبیہ خدا کے سوا مطلقاً کسی کو حاصل نہیں تو دوسری آیات سے
انکار لازم آتا ہے ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول
دوسری جگہ فرمایا جاتا ہے ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء

ایک اور مقام پر ہے وماھو علی الغیب بضنین جن سے ظاہر کہ بعض رسولوں کو اللہ غیب بتادیتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ ان آیات میں مطابقت سمجھتے ہوئے یہ عقیدہ رکھا جائے کہ ذاتی و کلی مستقل علم غیب تو ذات باری کیساتھ خاص ہے مگر اسی کی عطاد بخشش سے اسکے بعض مخصوص بندوں کو اسقدر علوم غیبیہ حاصل ہوتے ہیں جتنا اسنے عطا فرمائے۔ ان اصولوں کی تمہید کے بعد ہم اصل مسئلہ کیطرف رجوع کرتے ہیں اور پہلے وہ دلائل بیان کرتے ہیں جن سے انبیا اولیا کے مشاہد اور مزارات کے قریب نماز پڑھنا عمارت و مسجد وغیرہ بنانا ثابت ہے اسکے بعد مخالفین کے اقوال کا جواب دیں گے (انشاء اللہ المقتدر)

آیات قرآنیہ

(۱) واتخذ وامن مقام ابراھیم مصلے ترجمہ اور بناؤ مقام ابراہیم کو جائے نماز۔ تفسیر مدارک میں اس کی تفسیر یوں فرمائی (اتخذ وا موضع صلوٰۃ تصلون فیہ وعنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ اخذ بید عمر فقال ھذا مقام ابراھیم قال افلا نتخذہ مصلے فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام لم اومر بذالک فلم تغب الشمس حتی نزلت وقیل مصلے مدعی ومقام ابراھیم الحجر الذی فیہ اثر قدمیہ الخ یعنی ہمنے حکم دیا کہ مقام ابراہیم میں نماز کی جگہ مقرر کرو جہاں تم نماز پڑھو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپنے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ یہ مقام ابراہیم ہے انہوں نے عرض کیا کہ آیا ہم اس کو نماز پڑھنے کی جگہ نہ بنائیں آپ نے فرمایا کہ مجھے اسکا حکم نہیں دیا گیا پھر آفتاب غروب ہونے نہ پایا کہ آیت نازل ہوگئی بعض نے مصلے کے معنی مقام دعا بتائے ہیں اور مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جسپر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کا نشان ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ مقام ابراہیم کو متبرک اور مقدس سمجھکر وہاں نماز پڑھنا اللہ عز جل جلالہ اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ (۲) وقال لھم نبیھم ان اٰیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک اٰل موسےٰ واٰل ھارون تحملہ الملئکۃ ان فی ذلک لاٰیۃ لکم ان کنتم مومنین ترجمہ اور ان (بنی اسرائیل) سے انکے نبی نے کہا

کہ اس (طالوت) کی بادشاہی کی علامت یہ ہے کہ تمہارے پاس صندوق آئے جسمیں تمہارے رب کیطرف سے
سکون و اطمینان ہے اور اسمیں سے باقی ماندہ ہے جو آل موسیٰ و آل ہارون نے چھوڑا ہے اس صندوق کو فرشتے
اٹھائے ہونگے بیشک تمہارے لئے اس میں نشانی ہے اگر تم مومن ہو تفسیر مدارک میں ہے (وبقیۃ ھی
رضاض من الالواح وعصی موسیٰ وثیابہ وشیء من التوراۃ ونعلا موسیٰ وعمامۃ ھارون
علیہم السلام) یعنی حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام کی باقی ماندہ اشیا یہ تھیں۔ الواح
کے ٹکڑے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا آپکی نعلین آپکے کپڑے کچھ حصہ توریت کا اور ہارون
علیہ السلام کا عمامہ۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ تبرکات بنی اسرائیل کے نزدیک نہایت محترم تھے اور خدا
وند عالم نے انکو یہ عزت بخشی کہ انکو آسمان پر اٹھا لیا پھر جب طالوت کو ملک عطا فرمایا تو
پیغمبر وقت کی زبان سے ظاہر فرمادیا کہ طالوت کی سلطنت کی علامت یہ ہے کہ وہ صندوق تمہارے
پاس آجائے جسمیں یہ تمام تبرکات ہیں چنانچہ فرشتے انکو آسمان سے زمین پر لائے۔

(۲) فقالوا ابنوا علیہم بنیانا ربہم اعلم بہم قال الذین غلبوا علی امرہم
لنتخذن علیہم مسجدا۔ تفسیر مدارک میں ہے (فقالوا) حین توفی اللہ اصحاب الکہف
(ابنوا علیہم بنیانا) ای علی باب کہفہم لئلا یتطرق الیہم الناس ضنا بتربتہم
ومحافظۃ علیہا کما حفظت تربۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالحظیرۃ
(ربہم اعلم بہم قال الذین غلبوا علی امرہم) علی باب الکہف (مسجدا) یصلی
فیہ المسلمون ویتبرکون بمکانہم یعنی جب اللہ تعالے نے اصحاب کہف کو وفات دی
تو لوگوں نے کہا کہ انکے غار کے دروازہ پر عمارت بنا دو تاکہ لوگ ان تک نہ پہنچ سکیں اور انکی تربت
حفاظت سے رہے جسطرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربت مبارکہ حظیرہ سے محفوظ ہے
ان لوگوں نے جو اپنے امر پر غالب تھے کہا کہ ہم غار کے دروازہ پر مسجد بنائیں گے جسمیں مسلمان نماز پڑھیں
اور انکے مکان و مقام سے برکت حاصل کریں۔ ان دونوں آیتوں کے متعلق کبھی شاید کہیں کہ یہ
احکام دوسری شریعتوں کے متعلق ہیں اسکا جواب ظاہر ہے کہ اگرچہ ان میں ادیان سابقہ کے واقعات

ذکر فرمائے گئے ہیں لیکن چونکہ اسکا نسخ کسی نص صریح سے ثابت نہیں اس لئے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہیں اصول فقہ کا مسئلہ ہے کہ اگلی شریعتوں کے احکام جب قرآن و حدیث میں بغیر انکار مذکور ہوں تو وہ بھی کتاب الٰہی اور سنت نبی میں داخل ہیں نور الانوار میں ہے (واما شرائع من قبلنا فملحقۃ بالکتاب والسنۃ) قمر الاقمار میں ہے (ھذہ الشرائع انما تلزمنا اذا قصھا اللہ ورسولہ غیر انکار کقولہ تعالیٰ وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس الخ بلکہ آیت (۱) سے بالتصریح شریعت مصطفویہ میں مقام ابراہیم کو متبرک سمجھا وہاں دعا مانگنا نماز پڑھنا ثابت ہے اور ان امور کا کفر و شرک ہونا تو کسی طرح ممکن ہی نہیں کیونکہ کفر و شرک کسی شریعت میں جائز ہوا نہیں سکتا رب عزوجل اسکو کسی زمانہ میں جائز نہیں رکھتا اگر معاذ اللہ یہ کفر و شرک ہوتا تو ان امور کو قرآن حکیم مقام مدح و ثنا میں بیان نہ فرماتا۔

احادیث شریفہ

(۱) ابوداؤد شریف میں حضرت مطلب ابن ابی وداعہ سے مروی ہے (لما مات عثمن بن مظعونؓ اخرج بجنازۃ فدفن امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا ان یاتیہ بحجر فلم یستطع حملھا فقام الیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحسر عن ذراعیہ قال المطلب قال الذی یخبرنی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانی انظر الی بیاض ذراعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین حسر عنھما ثم حملھا فوضعھا عند راسہ فقال اعلم بھا قبر اخی وادفن الیہ من مات من اھلی یعنی جب حضرت عثمان بن مظعونؓ نے وفات پائی اور وہ دفن کر دیئے گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پتھر اٹھانیکا حکم فرمایا مگر وہ اسکو نہ اٹھا سکا تو آپ خود اس پتھر کے پاس تشریف لے گئے اور اپنی آستینیں چڑھالیں راوی بیان فرماتے ہیں کہ جب آپ نے اپنی کلائیوں سے کپڑا اٹھایا تو گویا میں آپکی کلائیوں کی سپیدی دیکھ رہا تھا پھر آپنے اس پتھر کو اٹھا کر حضرت عثمانؓ کے سر کے قریب رکھ دیا اور فرمایا کہ اس پتھر سے میں اپنے بھائی کی قبر کی علامت کرتا ہوں اور میرے اہل میں سے جو کوئی وفات پائیگا اسکو انکے پاس دفن کرونگا۔ اس حدیث

شریف سے معلوم ہوا کہ خواص اور مقربان الٰہی کی خصوصیت و شان و عظمت ظاہر کرنا اور ان کی مقدس قبور پر کوئی خاص علامت کرنا پتھر رکھنا یا انکا اسم گرامی لکھنا یا اسی قسم کا کوئی دوسرا فعل جائز اور خود رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مبارک قول و فعل سے ثابت ہے۔ نواب قطب الدین خان صاحب شاگرد مولوی اسحٰق دہلوی مظاہر حق میں لکھتے ہیں عثمان بن مظعون بھائی تھے حضرۃ کے دودھ شریک لکھا ہے ازہار میں کہ معلوم ہوا اس سے کہ مستحب ہے یہ کہ رکھی جاوے قبر پر نشانی پہچان کیلئے (۲) امام شافعی اور صاحب شرح السنہ حضرت امام جعفر صادق سے وہ اپنے والد حضرت امام باقر سے راوی ہیں (ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رش علی قبر ابنہ ابراہیم ووضع علیہ حصباء) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا اور اسپر سنگریزے رکھے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبر سے جو مٹی نکلے اسپر زیادہ کرنا اور سنگریزے یا پتھر وغیرہ رکھنا جائز و مباح ہے۔ ملا علی قاری رحمہ شرح میں لکھتے ہیں (حصباء) وھی الحصی الصغار قال ابن الملک وھو یدل علی ان وضع الحصباء علیہ سنۃ لئلا ینبشہ السبع ولیکون علامۃ لہ یعنی ابن الملک نے کہا ہے کہ یہ حدیث اسپر دلالت کرتی ہے کہ قبر پر سنگریزے رکھنے سنت ہے تاکہ درندہ اسکو اکھیڑ نہ ڈالے اور وہ اس کے لیے علامت ہو۔ (۳) ابوداؤد شریف میں ہے (عن القاسم بن محمد قال دخلت علی عائشۃ فقلت یا اماہ اکشفی لی عن قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکشفت لی عن ثلثۃ قبور لا مشرفۃ ولا لاطئۃ مبطوحۃ ببطحاء العرصۃ الحمراء) یعنی قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ اے ام المومنین مجھ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے دونوں اصحاب (ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما) کی قبریں کھولکر دکھا دیجیے آپنے مجھے تینوں قبریں کھولکر دکھا دیں جو نہ بہت بلند تھیں اور نہ بہت پست اور آنپر سرخ میدان کے سنگریزے پڑے تھے۔ مظاہر حق میں ہے کہ یہ قبریں حضرت عائشہ کے حجرے میں تھیں اور جبتک دروازہ کھلا ہوا تھا اسپر پردہ پڑا رہتا تھا

(۴) ابن سعد راوی ہیں عن عمرو بن دینار وعبید اللہ بن ابی یزید قالا لم یکن علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حائط فکان اول من بنی علیہ جدارا عمر بن الخطابؓ قال عبید اللہ کان الجدار قصیرا ثم بناہ عبد اللہ بن زبیرؓ یعنی عمرو بن دینار اور عبد اللہ بن ابی یزید روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں آپکے حجرے پر دیوار نہ تھی سب سے پہلے اسکی دیوار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنوائی۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ یہ دیوار چھوٹی تھی پھر اس کے بعد عبد اللہ بن زبیر نے بنوائی (خلاصۃ الوفا صفحہ ۱۴۳)

(۵) مواہب لدنیہ میں ہے (عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ لما سقط علیہم الحائط۔ یعنی حائط حجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی زمان الولید بن عبد الملک اخذوا فی بنائہ رواہ البخاری۔

ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریفہ کی دیوار ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں شہید ہوگئی تو خدام بارگاہ نبوی نے اس کی تعمیر شروع کی۔ اسکا اقرار بعض مخالفین کو بھی مجبوراً کرنا پڑا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مطہر کے گرد جو عمارت ہے وہ جائز ہے اگرچہ بظاہر یہ ان احادیث کے خلاف ہے جو وہابیہ کیطرف سے پیش کیجاتی ہیں۔ آج کل سید سلیمان صاحب ندوی مخالفین کے مایۂ ناز سمجھے جاتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ یہ خام عمارت اتنے دنوں قایم نہیں رہ سکتی تھی اسکو ایک مستحکم عمارت کی صورت میں بدل دیا گیا اور یہ کارنامہ خود قرن اول میں صحابہ کی حیات اور ائمہ تابعین کے عہد میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے ہاتھوں انجام پایا لیکن اس کے اوپر قبہ نہ تھا بلکہ چھت مسقف تھی جیسا کہ خلاصۃ الوفا میں سند دارمی کے حوالہ سے منقول ہے۔ یہاں انہوں نے صاف طور پر تسلیم کیا ہے کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی قبر اقدس کے گرد مستحکم عمارت اصحاب کرام اور تابعین عظام کے زمانہ حیات میں تعمیر ہوئی پس قبور پر عمارت بنانے کے جواز میں کیا کلام وشبہہ باقی رہا۔

اسی کے بعد سید سلیمان ندوی اپنی تاریخ دانی کا ثبوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں "یہ قبہ سب سے پہلے سلطان مصر قایتبائی کے عہد میں ۸۸۱ھ میں تعمیر ہوا۔ اس قبہ کی تعمیر کے وقت علامہ سمہودی نے اس کی مخالفت کی تھی (زمیندار ۲۰ صفر ۱۳۴۴ھ) یہ آپکی ایک بڑی بھاری تاریخی غلطی ہے اس لیے کہ حسب تحریر علامہ سمہودی قبہ حجرہ نبویہ سب سے اول تقریباً ۶۷۸ھ میں احمد بن البرہان الربعی نے تعمیر کیا اس کے بعد قبہ شریفہ کی تجدید سلطان الناصر حسن بن محمد بن قلاوون کے عہد میں ہوئی اس کے بعد اشرف شعبان بن حسین بن محمد کے زمانہ میں ہوئی ۷۶۵ھ میں اس کو مستحکم کیا گیا ملاحظہ ہو خلاصۃ الوفا میں علامہ سمہودی فرماتے ہیں "واما قبۃ الحجرۃ الشریفۃ المحاذیۃ لہا باعلی سطح المسجد تمیزا لہا فلم تکن قبل حریق المسجد الاول ولا بعدہ الی دولۃ المنصور قلاوون الصالحی بل کان قد یما حول ما یوازی الحجرۃ فی سطح المسجد حظیر من اجر مقدار نصف قامۃ تمیزا لہا عن بقیۃ سطح المسجد حتی کانت سنۃ ثمان و سبعین و ستمائۃ فعمل ہناک قبۃ مربعۃ من اسفلہا مثمنۃ من اعلاہا وکان المتولی لعملہا الکمال احمد بن البرہان الربعی ناظر قوص ذکرہ فی الطالع السعید وجددت القبۃ الشریفۃ المذکورۃ ایام الناصر حسن بن محمد بن قلاوون ثم احکمت ایام الاشرف شعبان بن حسین بن محمد سنۃ خمس و ستین و سبع مائۃ الخ۔

حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے قول سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے چنانچہ جذب القلوب میں فرماتے ہیں "در سنہ ثمان و سبعین و ستمائۃ در دولت قلاوون صالحی قبہ خضرا کہ بالائے حظیرہ شریفہ است بلند تر از سقف بطرزیکہ الآن با شباک نحاس بنا فرمود و الآن بنائے مسجد شریف کہ در سنہ احدی و الف کہ مسودہ ابن اوراق بہ بیاض می رود موجود است بنائے ملک قایتبائی است کہ از ملوک مصر بود و خادم حرمین شریفین در حدود سنہ ثمان و ثمانین و ثمانمائۃ وجود یافتہ" پھر سلطان قایتبائی کے زمانہ ۸۸۱ھ میں جو تجدید ہوئی اور حضرت شیخ سمہودی مدنی نے مخالفت کی وہ اس غرض سے نہ تھی کہ وہ اس کو

رقبہ کی تعمیر حرام و ناجائز سمجھتے تھے بلکہ غایت ادب احتیاط اور حفاظت آثار قدیمہ کے خیال سے انہوں نے یہ رائے دی تھی کہ بقدر ضرورت صرف اصلاح و ترمیم کر دیجائے چنانچہ فرماتے ہیں لعلمی بانہ یجر الی ھدم غالب جدران الحجرۃ وفیہ الا لستماع فیما ینبغی فیہ الاقتصار فیہ علی قدر الضرورۃ (۶) علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (عمدۃ القاری میں) وضرب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی قبر زینب بنت جحش یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ قایم کیا (۷) اسی عمدۃ القاری میں ہے وضربہ محمد بن الحنفیۃ علی قبر ابن عباس یعنی محمد بن حنفیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر خیمہ نصب کیا (۸) بخاری شریف میں سالم بن عبداللہ کے متعلق روایت ہے یتحری اماکن من الطریق فیصلی فیھا ویحدث ان اباہ کان یصلی فیھا وانہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی تلک الامکنۃ یعنی میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ راستہ میں چند مقام تلاش کر کے وہاں نماز پڑھتے اور فرماتے میرے والد ان جگہوں میں نماز پڑھا کرتے تھے (۹) اسی میں نافع سے روایت ہے عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ کان یصلی فی تلک الامکنۃ مجھ سے نافع نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان مقامات پر نماز پڑھا کرتے تھے۔ (۱۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جگہ پر جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے تھے ہاتھ رکھ کر اپنے منہ پر پھیرا (تبرکاً جو ما)

(۱۱) حاکم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں (ان فاطمۃ رضی اللہ عنہا کانت تزور قبر عمھا حمزۃ کل جمعۃ فتصلی و تبکی عندہ) یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت فرماتی تھیں اور وہاں نماز پڑھتی اور روتی تھیں۔

(۱۲) یحیٰی راوی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دو تین دن کے بعد شہدائے احد کی قبور پر تشریف لیجاتیں (فتصلی ھناک و تبکی و تدعو حتی ماتت) پس وہاں نماز پڑھتیں روتیں اور دعا مانگتی تھیں۔ وقت وفات تک آپکا یہی عمل رہا (۱۳) ابو جعفر سے مروی ہے کہ

حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر
جا کر زیارت کرتیں اور اسکی مرمت و اصلاح فرماتیں اور کبھی اسپر پتھر رکھکر علامت کردیتیں
(۴) ابن شبابہ زید بن السائب سے راوی ہیں کہ مجھ کو میرے جد نے خبر دی کہ جب حضرت عقیل ابن ابی طالب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر میں کنواں کھودا تو ایک منقوش پتھر ظاہر ہوا جسپر لکھا تھا کہ یہ ام
المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر ہے پس حضرت عقیل نے کنواں بند کر کے
اسپر عمارت بنادی ابن السائب فرماتے ہیں میں اس عمارت و مکان میں گیا تو اس قبر کو وہاں
میں نے دیکھا حضرت شیخ سمہودی لکھتے ہیں (قلت فھو الاصل فی زیارتھن بالمشھد المعروف
فی قبلۃ مشھد عقیل) یعنی اس شہد میں جو مشہد عقیل کے قبلہ میں امہات المومنین کے نام
سے مشہور ہے انکی زیارت کرنیکی اصل یہی ہے (۱۵) ابن زبالہ خالد بن عوسجہ سے راوی کہ
میں ایک رات حضرت عقیل بن ابی طالب کے دولتخانہ کے اس گوشہ کی طرف دعا مانگ رہا تھا
جو دروازہ سے متصل ہے تو میرے پاس جعفر بن محمد تشریف لائے اور فرمایا تم یہاں کسی اثر حدیث و روایت
کے مطابق کھڑے ہو میں نے کہا نہیں فرمایا یہ وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات
میں آکر اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت فرماتے تھے (۱۶) اصابہ فی احوال الصحابہ میں ہے (مات الحکم
بن ابی العاص فی خلافۃ عثمان فضرب علی قبرہ فسطاس فی یوم صائف فتکلم الناس
فی ذالک فقال عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد ضرب فی عہد عمر علی زینب بنت جحش
فسطاس فھل رایتم عائبا عاب ذالک) یعنی جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
خلافت میں حکم بن ابی العاص کا انتقال ہوا اور انکی قبر پر گرمی میں خیمہ قایم کیا گیا تو لوگوں نے
اسکے متعلق کچھ کلام کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ
عنہ کے عہد میں حضرت زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ قایم کیا گیا تھا تو کیا تمنے کسی کو دیکھا تھا کہ اسپر
اعتراض کیا ہو۔ ان تمام احادیث سے ان امور پر کافی روشنی پڑگئی کہ حضرت انبیاء مرسلین اور اہلبیت
طاہرین اصحاب مکرمین اور اولیا و علما صالحین کی قبور پر عمارت و قبہ بنانا خیمہ لگانا انکے مشاہد

وآثار متبرکہ کے قریب بغرض حصول برکت بیٹھنا نماز پڑھنا دعا مانگنا وہاں مساجد تعمیر کرنا کوئی
مخصوص مخصوص علامت مقرر کرنا نام وغیرہ لکھنا جائز ومباح اور بے شبہہ حلال و درست ہے۔ (۱۷) حدیث
شریف میں ہے (ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن) یعنی جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں تو وہ اللہ کے
نزدیک بھی اچھا ہے۔ مسلمانوں سے مراد علماء و صلحاء ہیں اور اسمیں شک نہیں کہ اولیاء و شہداء و صالحین کے
مزارات پر قبے وغیرہ سیکڑوں برس سے بنتے چلے آتے ہیں اور اس کو بڑے بڑے علماء و صلحاء نے جائز
رکھا اور مستحسن ٹھہرایا ہے پس انکا یہ فعل و تعامل اس حدیث شریف کے مطابق درست جائز اور حسن ہے
(۱۸) مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا لان یجلس احدکم علی جمرۃ فتحرق ثیابہ فتخلص الی جلدہ خیر لہ من ان یجلس
علی قبر یہ بات کہ تم میں سے کوئی انگارے پر بیٹھ جائے جو اسکے کپڑے جلا کر اسکی کھال تک پہنچے
اس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے (۱۹) امام احمد ابو داؤد ابن ماجہ راوی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
(کسر عظم المیت واذاہ ککسرہ حیا) مردہ کی ہڈی توڑنا اور اسکو تکلیف دینا ایسا ہی ہے
جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا (۲۰) ابن ابی شیبہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
(اذی المومن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ) مسلمانوں کو اس کی وفات کے بعد ایذا
دینا ایسا ہی ہے جیسے اسکو حیات میں ایذا دینا پس مردہ کی عزت و حرمت مسلمان کی قبر پر
بیٹھنے اس کی بے حرمتی کرنے کی ممانعت اس حدیث سے ہی نجدی اور ان کے طرفدار بتائیں
کہ اکابر صحابہ و اہل بیت کرام کے مزارات کی توہین ارشاد سید المرسلین کی صریح مخالفت
ہے یا نہیں (۲۱) حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کے بال اتنے لمبے تھے کہ بیٹھکر انکو
چھوڑتے تھے تو زمین تک پہنچ جاتے تھے ان سے کہا گیا کہ بالوں کو اسقدر کیوں بڑھا رکھا ہے ترشوائے
کیوں نہیں فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور کا دست مبارک انکو لگ گیا تھا اس لیے تبرکاً میں انکو
محفوظ رکھتا ہوں (مدارج) (۲۲) حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک اپنی ٹوپی میں بطور تبرک رکھا کرتے تھے (مدارج) ان دونوں

روایتوں سے معلوم ہوا کہ جلیل القدر اصحاب کرام کے فعل سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مقدس کو محترم سمجھنا ان سے برکت حاصل کرنا ان سے اپنے مقاصد میں نفع پانا ثابت ہے (۲۳) بخاری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر تشریف فرما ہوئے جنپر عذاب ہو رہا تھا آپنے ایک تر شاخ لیکر اس کے دو حصے فرمائے پھر ہر قبر میں ایک حصہ گاڑ دیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپنے کیوں کیا فرمایا امید ہے کہ جبتک یہ خشک نہوں ان قبروں سے عذاب کم ہو جاوے (۲۴) بخاری میں ہے حضرت بریدہ اسلمی نے وصیت فرمائی کہ میری قبر میں دو شاخیں گاڑ دی جائیں۔ ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ میت کو بعض چیزوں سے ثواب اور فائدہ پہنچتا ہے (۲۵) بخاری میں روایت ہے خارجہ بن زید فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عثمان کے زمانہ میں جوان تھے اور ہم سب میں سے زیادہ ڈگ اس شخص کی ہوتی تھی جو حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کو پھیلانگ جاتا تھا۔ خارجہ بن زید انصاری تابعین ثقات اور اہل مدینہ کے فقہائے سبعہ میں سے ہیں۔ اس روایت سے ظاہر ہے حضرت عثمان بن مظعون کی قبر بہت اونچی تھی۔ حاشیہ بخاری مطبوعہ احمدی میرٹھ صفحہ ۱۸۱ میں ہے (ان اشدنا وثبۃ ھذا ایثیرانی ان قبر عثمان کان مرتفعا)

(۲۶) ابن ماجہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تزھد فی الدنیا وتذکر الاخرۃ) یعنی میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب انکی زیارت کرو کہ وہ دنیا میں زاہد بناتی اور آخرت کی یاد دلاتی (۲۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں زیارت قبور کے وقت کیا کہوں آنحضرت نے فرمایا یہ کہو (السلام علیٰ اھل الدیار) (۲۹) ترمذی میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی زیارت کی (۳۰) ترمذی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ وہ زمزم شریف کا پانی لیجایا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ پانی لیجایا کرتے تھے۔

(۳۱) رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمزم کا پانی لیجاتے اور بیماروں پر ڈالتے پلاتے تھے

اور اسے آپ نے حضرات امام حسن و امام حسین علیہم السلام کو حبًا یا (المسلک المتقسط) ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ زمزم شریف کا پانی تبرک ہے اس کی تعظیم کرنا چاہیے اور اس طریقے سے اسکا استعمال نہ چاہیے جس سے اس کی بے تعظیمی ہو اسی لیے اس سے استنجا وغیرہ حرام و مکروہ ہے لباب اور المسلک المتقسط میں ہے (ولا یستعمل الا علی شئ طاھر یکرہ الاستنجاء بہ وکذا ازالۃ النجاسۃ الحقیقیۃ من ثوبہ او بدنہ حتی ذکر بعض العلماء تحریم ذالک ویقال انہ استنجی بہ بعض الناس فحدث بہ الباسور) صفحہ ۲۷۹ اب دیکھو کہ نجدی ان احادیث و احکام کی صریح خلاف ورزی کر رہے ہیں زمزم کے پانی سے استنجا کرتے ہیں

روایات فقہیہ اور اقوال ائمہ و علماء

(۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک قبر پر عمارت بنانا گچ کرنا جائز ہے رحمۃ الامیہ میں ہے (ولا تبنی القبور ولا تجصص عند الثلاثۃ وجوز ذالک ابوحنیفہ) امام شعرانی میزان کبریٰ میں لکھتے ہیں (قول الائمۃ الثلثۃ ان القبر لا یبنی علیہ ولا یجصص مع قول ابی حنیفۃ بجواز ذالک) (۲) حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قبر سے نکلی ہوئی مٹی سے زیادہ مٹی وغیرہ ڈالنا جائز ہے اور اس میں مضائقہ نہیں (روی عن محمد انہ لا باس بذالک) شامی بحوالہ حلیہ (۳) حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک پکی اینٹ مکروہ نہیں عینی شرح ہدایہ میں ہے (قال الاترازی وعند الشافعی لا یکرہ الاجر) (۴) امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے نزدیک قبر کی لپائی مباح و جائز ہے علامہ عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں (اباح احمد التطیین) (۵) امام سرخسی فرماتے ہیں کہ اگر زمین اگر نرم کمزور ہو تو پکی اینٹ لکڑی اور لوہے کا تابوت قبر میں رکھنا جائز ہے (قید الامام السرخسی بان لا یکون الغالب علی الاراضی النزو الرخاوۃ فان کان فلا باس بھما ای الاجر والخشب) کاتخاذ تابوت من حدید لھذا) بحر الرائق -

(۶) امام تمرتاشی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں قبر کے اوپر پکی اینٹ وغیرہ لگانا مکروہ نہیں (قال الامام التمرتاشی ھذا اذا کان حول المیت فلو فوقہ لا یکرہ لانہ یکون عصمۃ من السبع) (شامی) (۷) ابن حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (ضرب بہ علی قبر المرأۃ افضل من ضربہ علی قبر الرجل) علامہ عینی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں قبر پر خیمہ لگانا جائز ہے اور عورت کی قبر پر لگانا بنسبت مرد کے افضل ہے (۸) مشائخ بخارا فرماتے ہیں ہمارے شہر میں پکی اینٹ مکروہ نہیں کیونکہ زمین کمزور ہونیکے سبب اسکی ضرورت وحاجت ہے (قال مشائخ بخاری لا یکرہ الاجر فی بلدتنا للحاجۃ الیہ لضعف الاراضی) شامی (۹) تنویر الابصار اور درمختار میں ہے (ولا باس باتخاذ تابوت) ولو من حجر او حدید (لہ عند الحاجۃ) (کرخاوۃ الارض) یعنی حاجت کے وقت مثلاً زمین نرم ہو تو میت کے لیے پتھر یا لوہے وغیرہ سے تابوت بنانے میں کچھ مضائقہ نہیں (۱۰) تنویر الابصار و درمختار میں ہے (قیل لا باس بہ وھو المختار) یعنی کہا گیا کہ قبر پر کہگل کرنے اور اسکے گرد عمارت بنانے میں کوئی حرج نہیں اور یہی مذہب قول مختار و پسندیدہ ہے۔

(۱۱) درمختار میں ابن ملک سے منقول ہے کہ میت کی (قبر) اوپر اگر پکی اینٹ یا لکڑی لگائی جائے تو مکروہ نہیں (لا الاجر المطبوخ والخشب لو حولہ اما فوقہ فلا یکرہ ابن ملک (۱۲) علامہ سید محمد امین رد المحتار میں لکھتے ہیں (و فی الاحکام عن جامع الفتاوی وقیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات اھ) یعنی احکام میں جامع الفتاوی سے منقول ہے کہ کہا گیا ہے کہ قبر کے گرد عمارت بنانا مکروہ نہیں ہے جبکہ میت مشائخ اور علماء و سادات میں سے ہو۔ اس مقام پر یہ ذکر کردینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ مولوی داؤد صاحب غزنوی نے اپنی دیانت و واقفیت کا ثبوت دیتے ہوئے درمختار کی عبارت مۓ اور رد المحتار کی عبارت مۓا کے متعلق ایک عجیب غریب بحث کی ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں یہانتک تو مصنف نے اپنی رائے ظاہر کردی ہے اسکے بعد لکھتے ہیں

وقیل لا باس بہ پھر لکھتے اس کے بعد شامی کا ایک قول پیش کیا جاتا ہے قولہ ولا یرفع علیہ بناؤ ای یحرم لو ملزینۃ ویکرہ لو للاحکام وقیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من (الخ) اس عبارت میں بھی پہلے تو اپنا مستقل قول اور رائے ظاہر کی ہے پھر قیل کے ساتھ دوسرا قول نقل کیا ہے یہ قول بھی مجہول ہے" اقول۔ یہ محض غلط ہے اولاً عبارت صرف مصنف نے لا یطین ولا یرفع علیہ بناء عام شہرت کے مطابق لکھا لیکن بعد کو دوسرا قول بھی جو اس کے مخالف ہے لکھدیا اس سے یہ ہرگز مفہوم نہیں ہوتا کہ قول اوّل مصنف کا مذہب یا رائے ہے بلکہ وھو المختار کہکر صاف بتادیا کہ دوسرا قول ہی مختار پسندیدہ ہے کہ قبر پر لیپنا یا اس پر عمارت بنانے میں کوئی حرج نہیں اور پہلا قول مختار و پسندیدہ نہیں ہے۔ ثانیاً علامہ شامی نے قول ماتن لا یرفع علیہ بناء کے متعلق "امداد" سے یہ عبارت نقل کی ای یحرم للولانیۃ الخ اس کے بعد" احکام" اور "جامع الفتاوی" سے نقل کیا وقیل لا یکرہ البناء الخ پس غزنوی صاحب نے یہاں دو خیانتیں کی ہیں اوّل تو" ویکرہ لو للاحکام کے بعد" امداد" کا حوالہ نہیں لکھا اور اس کو علامہ شامی کا مستقل قول اور رائے بتادیا۔ دوسرے" وقیل لا یکرہ البناء" کے اوّل سے" وفی الاحکام عن جامع الفتاوی" اڑاکر لکھ دیا کہ یہ قول مجہول ہے ثالثاً علامہ شامی قدس سرہ السامی نے احکام و جامع الفتاوی کا یہ قول لکھ کر کہ جب میت علماء و سادات و مشائخ سے ہو سکوت کیا اسکا کوئی رد نہیں کیا بلکہ تقریر کی جس سے ظاہر ہے کہ یہ قول انکو بھی مسلّم ہے یہاں صرف اتنی قید بڑھادی کہ لکن ھذا فی غیر المقابر مسبلۃ یعنی عام قبرستان کے لیے یہ حکم نہیں۔

(۳) نیز در مختار میں سراجیہ سے منقول لا باس بالکتابۃ ان احتیج الیہا حتی لا یذھب الاثر ولا یمتہن (یعنی قبر پر لکھنے میں حرج نہیں اگر اس کی حاجت ہو کہ اثر و نشان نہ جاتا رہے اور اس کی توہین نہ ہو (۴) ردالمحتار میں ہے لان النھی عنہا وان صح فقد وجد الاجماع العملی بہا و یتقوی بما اخرجہ ابو داؤد باسناد جید

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم حمل حجرا فوضعها عند راس عثمان بن مظعون وقال اعلم بها قبر اخی و ادفن الیه من مات من اهلی فان الکتابة طریق الی تعرف قبرها الخ یعنی اگرچہ لکھنے سے ممانعت آئی ہے لیکن اس پر عملی طور پر اجماع پایا جاتا ہے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے جو حدیث ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بہ سند جید ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر اٹھا کر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرہانے رکھدیا اور فرمایا کہ اس سے میں اپنے بھائی کی قبر پر نشان کرتا ہوں اور جو کوئی میرے اہل میں سے وفات پائیگا اس کو انہی کے پاس دفن کرونگا۔ تو لکھنا قبر کے پہچاننے کا ایک طریقہ ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں (قال حسن التمسك بما يفيد حمل النهي على عدم الحاجة لكما مرّ) یعنی لکھنے کی ممانعت اس وقت ہے جب اس کی حاجت ہو (۱۵) حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (ان ائمة المسلمين من المشرق الى المغرب مكتوب على قبورهم وهو عمل اخذ به الخلف عن السلف) یعنی مشرق سے مغرب تک ائمہ مسلمین کی قبروں پر لکھائی موجود ہے اور یہ عمل خلف نے سلف سے لیا ہے (۱۶) حلیہ میں ہے (وعن محمد انه لا باس بذالك ويويده مارواه الشافعي وغيره عن جعفر بن محمد عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رش على قبر ابنه ابراهيم و وضع عليه حصباء وهو مرسل صحيح) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قبر سے نکلی ہوئی مٹی پر زیادتی میں حرج نہیں اور اسکی تائید وہ حدیث کرتی ہے جو امام شافعی وغیرہ نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادہ ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور سنگریزے رکھے (۱۷) اسی میں ہے (نقل غير واحد عن الامام ابی الفضل انه يجوزه في اراضيهم الرخوة) یعنی امام ابوالفضل سے متعدد فقہا نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے زمین کی نرمی کے سبب پکی اینٹ وغیرہ کو جائز رکھا ہے (۱۸) حلیۃ الناجی میں ہے (قوله وان يبني عليها وقيل لا باس به وهو المختار) یعنی قبر کے گرد عمارت بنانے میں بعض کے نزدیک

حرج نہیں اور یہی مختار ہے (۱۹) اسی میں ہے (لا باس بالکتابة اذا احتیج الیہا حتی لا یذھب الاثر ولا یمتھن کذا فی الحاشیة) قبر پر لکھنے میں حرج نہیں جبکہ اس کی حاجت ہو کہ نشان نہ مٹ جائے اور قبر کی بیحرمتی نہو (۲۰) غنیة المستملی میں منیة المفتی سے منقول (المختار انہ لا یکرہ التطیین) یعنی مذہب مختار یہ ہے کہ قبر پر لپائی مکروہ نہیں (۲۱) اسی میں ہے (قیل لا باس بہ عند رخاوة الارض وکان الشیخ الامام ابو بکر محمد بن الفضل یجوز استعمال رفوف الخشب اتخاذ التابوت فی بخارے) بعض نے کہا زمین نرم ہو تو تابوت میں مضائقہ نہیں، امام ابو بکر نے بخارا میں تختہ اور تابوت کا استعمال جائز بتایا (۲۲) اسی میں منائح اور مبسوط کا قول منقول ہے (اختار الشق فی دیارنا لرخاوة الارض فیتعذر اللحد فیہا حتی اجاز وا الاجر و رفوف الخشب اتخاذ التابوت ولو کان من حدید) ہمارے ملک میں صندوقی قبر اختیار کی گئی ہے کہ زمین کی نرمی کے سبب بغلی دشوار ہے یہانتک کہ پکی اینٹ اور تختوں اور تابوت کی خواہ لوہے کا ہو اجازت دی ہے (۲۳) اسی میں محیط سے نقل ہے واستحسن مشایخنا اتخاذ التابوت للنساء یعنی ولو لم یکن الارض رخوة فانہ اقرب الی الستر والتحرز عن مسہا عند الوضع فی القبر) ہمارے مشایخ نے عورتوں کے لیے تابوت بنانے کو مستحسن ٹھہرایا ہے اگرچہ زمین نرم نہو کیونکہ اس میں پردہ ہے اور قبر میں رکھتے وقت ہاتھ لگنے سے حفاظت ہے (۲۴) عینی شرح کنز میں ہے (قیل لا باس بہما عند رخوة الاراضی) کہا گیا ہے کہ زمین نرم ہو تو پکی اینٹ اور لکڑی میں حرج نہیں (۲۵) اسی میں ہے (لا باس برش الماء ووضع الحجر للعلامة) پانی چھڑکنے اور علامت کے لیے پتھر رکھنے میں مضائقہ نہیں (۲۶) اسی میں ہے (قیل لا باس بہا) بعض نے کہا کہ قبر پر لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں (۲۷) عینی شرح ہدایہ میں فرمایا (عند بعض مشایخنا اذا جعل الاجر خلف اللبن علی اللحد لا باس بہ) ہمارے بعض مشایخ کے

نزدیک جب لحد پر کچی اینٹ کے نیچے پکی اینٹ رکھی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔
(۲۸) اسی میں ہے (عن محمد لا باس بان یزاد علی تراب القبر) امام محمد سے روایت ہے
کہ قبر کی مٹی پر زیادہ کرنے میں حرج نہیں (۲۹) اسی میں لکھتے ہیں (لا باس بالحجارۃ و
الاجر بصنعۃ علیہ) اس میں مضائقہ نہیں کہ قبر پر پتھر یا پکی اینٹ رکھے (۳۰) مجمع الانہر
میں ہے (کرہ سترا للحد بھا و بالحجارۃ والجص لکن لو کانت الارض رخوۃ جاز
استعمال ما ذکر) لحد کو پکی اینٹ لکڑی پتھر اور گچ سے چھپانے میں کراہت ہے لیکن اگر
زمین نرم ہو تو ان چیزوں کا استعمال جائز ہے (۳۱) اسی میں لکھا ہے (یرفع القبر مستحبا
غیر مسطح قدر شبر فی ظاہر الروایۃ وفیہ اباحۃ الزیادۃ) مستحب ہے کہ قبر مسطح
نہ ہو اور ظاہر الروایۃ میں ایک بالشت ہی اونچی ہو اور اس سے زیادہ اونچی بھی مباح ہے
(۳۲) نیز اسی میں ہے (المختار ان التطیین غیر مکروہ) مختار یہ ہے کہ قبر لیپنا مکروہ نہیں ہے
(۳۳) اسی میں خزانہ سے منقول ہے (لا باس بان یوضع الحجارۃ علی راس القبر ویکتب علیہ شیء) اسمیں کچھ حرج نہیں
کہ قبر کے سرہانے پتھر رکھا جائے اور کچھ لکھا جائے (۳۴) اسی میں تبیین سے نقل کیا (ان کانت الارض رخوۃ فلا باس
بالشق واتخاذ التابوت من حدید) اگر زمین نرم ہے تو صندوقی قبر اور لوہے کا تابوت بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں
(۳۵) در منتقی میں لکھا (ویکرہ الاجر والخشب الا ان یکون الارض رخوۃ) یعنی زمین نرم میں پکی اینٹ و لکڑی مکروہ نہیں
(۳۶) اسی میں ہے (الا ان یکون الارض رخوۃ فیخیر بین الشق واتخاذ تابوت من حدید) یعنی زمین نرم ہو تو
صندوقی قبر بنانے اور تابوت رکھنے میں اگرچہ وہ لوہے کا ہو اختیار ہے (۳۷) علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ درمختار کے قول
(لا الاجر والخشب لو حول المیت اما لو فوقہ فلا یکرہ) کے متعلق لکھتے ہیں (لانہ یکون عصمۃ من السبع) یعنی میت
کے اوپر پکی اینٹ اور لکڑی مکروہ نہیں کیونکہ اس کے سبب درندہ سے حفاظت ہوگی وہ قبر کو نہ کھود سکیگا ہاں
میت کے گرد یہ چیزیں نہ چاہئیں (۳۸) وہی قول درمختار (وجاز ذالک حولہ بارض رخوۃ) کے حاشیہ میں فرماتے ہیں
قولہ وجاز ذالک ای الاجر والخشب کما فی النہر یعنی نرم زمین میں پکی اینٹ اور تختہ میت کے گرد جائز ہے (۳۹) اسی میں ہے
(قولہ لا یطین الا لضرورۃ) یعنی ضرورت کیلئے قبر کی کہگل جائز ہے (۴۰) بحر رائق میں لکھا (اما لو کان فوقہ

لا یکرہ لانہ یکون عصمۃ من السبع یعنی اگر پختہ اینٹ یا تختہ میت کے گرد ہو بلکہ لحد وغیرہ کے اوپر ہو تو مکروہ نہیں کہ یہ درندوں سے حفاظت ہوگی (۴۱) اسی میں ہے قال فی الفتاوی الیوم اعتادوا السفط ولا باس بالتطیین یعنی فتاوی میں ہے کہ آج کل سفط (تابوت) کا طریقہ عام طور پر ہے اور قبر کی لپائی میں کچھ مضائقہ نہیں (۴۲) اسی میں ذخیرہ سے منقول ہے لو وضع علیہ شئ من الاشجار او کتب علیہ شئ فلا باس بہ عند البعض یعنی قبر پر کوئی درخت رکھدیا جائے یا کچھ لکھدیا جائے تو بعض کے نزدیک حرج نہیں (۴۳) فتاوی عالمگیری میں ہے حکی عن الشیخ الامام ابی بکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ انہ جوز اتخاذ التابوت فی بلادنا لرخاوۃ الارض قال لو اتخذ التابوت من حدید لا باس بہ یعنی شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل سے روایت ہے کہ انہوں نے زمین کی نرمی اور کمزوری کے سبب اجازت دیدی ہے کہ اگر لوہے کا تابوت رکھا جائے تو حرج نہیں (۴۴) اسی میں ہے اذا اخربت القبور فلا باس تبطینہا کذا فی التاتارخانیۃ وھو الاصح وعلیہ الفتوی کذا فی جواہر الاخلاطی یعنی جب قبریں خراب ہو جائیں تو انہیں کہگل کرنے میں مضائقہ نہیں ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے اور یہی اصح ہے اور اسی پر فتوی ہے اسی طرح جواہر اخلاطی میں ہے۔ (۴۵) علامہ عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔ ضرب الفسطاط ان کان لغرض صحیح کالتستر من الشمس مثلا للاحیاء لا لاظلال المیت فقط جاز (ج رابع ص ۲۰۴ متعلق رائے ابن عمر و قال خارجہ (۴۶) مراقی الفلاح میں ہے وھذا عند الوجدان وفی محل لا یوجد الا الصخر فلا کراھۃ فیہ فقولہم وکرہ الاجر والخشب محمول علی وجود اللبن بلا کلفۃ والا فقد یکون الخشب والاجر موجودین ویعدم اللبن لان الکراھۃ لکونھا للاحکام والزینۃ اما اذا ارید بہ دفع اذی السباع او شئ آخر فلا یکرہ (اھ ملخصا)

(۴۷) علامہ طحطاوی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں (قولہ وھذا ای استحباب

اللبن والقصب قولہ الا الصغیر ای اوالاجر قولہ لان الکراھۃ الخ علۃ المحذوف
ای فلا یکرھا حینئذ قولہ ولذا قال بعض مشایخنا قال فی الخانیۃ یکرہ
الاجر اذا کان ممایلی المیت اما فیما وراء ذالک فلا باس وفی الحسام قد
نص اسمعیل الزاھد بالاجر خلف اللبن علی اللحد اوصی بہ کذا فی الشرح قولہ
اوشیئ اخر کقطع الرائحۃ اوکانت البلاد کثیرۃ المطر (۴۸) جامع الرموز
میں ہے (وکرہ الاجر والخشب ای ستر اللحد بھما وبالحجارۃ والجص کما فی الجلابی
وقیل ان الاجر لم یکرہ الا للزینۃ وفی التمرتاشی لا باس بالاجر بعد الاولۃ
وفی الخزانۃ لا باس بان یوضع حجارۃ علی راس القبر ویکتب علیہ شیئ)
(۴۹) اسی میں ہے (والمختار ان التطیین غیر مکروہ) (۵۰) اسی میں ہے
(یرفع القبر استحبابا غیر مسطح قدر شبر فی ظاھر الروایۃ کما فی الکرمانی وفیہ
اشعار بان الزیادۃ علی قدر شبر فی روایۃ (۵۱) تفسیر روح البیان میں حضرت شیخ
عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالے علیہ کی کتاب کشف النور من اصحاب القبور سے منقول
(ان البدعۃ الحسنۃ الموافقۃ لمقصود الشرع تسمی سنۃ فبناء القباب علی قبور الاولیاء
والصلحاء ووضع الستور والعمائم والثیاب علی قبورھم امر جائز اذا کان القصد
بذالک التعظیم فی اعین العامۃ حتی لا یحتقروا صاحب القبر) (۵۲) علامہ شامی
بھی رد المحتار کتاب الکراھیۃ میں عبارت مذکورہ نقل فرمائی اور اس کو برقرار رکھا۔
(۵۳) علامہ شیخ عبدالقادر رافعی حنفی مفتی دیار مصریہ نے بھی التحریر المختار میں یہ عبارت ذکر کی ہے
(۵۴) فتاوے قاضی خان میں ہے (حکی عن الشیخ الامام ابی بکر محمد بن الفضل الخ
وہی عبارت جو فتاوے عالمگیری سے ابھی ہم نقل کر چکے ہیں (۵۵) اسی میں فرمایا
ویکرہ الاجر فی اللحد اذا کان یلی المیت اما فیما وراء ذالک لا باس بہ) یعنی
لحد کے اندر میت کے متصل پکی اینٹ مکروہ ہے مگر اسکے علاوہ ہو تو حرج نہیں

(۵۶) اسی میں ہے (وان کتب علیہ شیئا او وضع الاحجار لا باس بہ) الخ عند البعض یعنی اگر قبر پر کچھ لکھدے یا پتھر رکھے تو اس میں بعض کے نزدیک مضائقہ نہیں۔

(۵۷) شیخ الاسلام کشف الغطا میں فرماتے ہیں مکروہ است گچ کردن بر قبر کذا فی اکثر الفتاوے والشروح و در معدن گفتہ این قول قدما است و متاخرین مستحسن داشتہ اند آنرا۔ یعنی قبر پر گچ کرنا مکروہ ہے معدن میں ہے کہ یہ متقدمین کا قول ہے مگر موخرین نے اسکو بہتر بتایا ہے

(۵۸) پھر مطالب المومنین سے نقل کرتے ہیں۔ دیدیم در بخارا قبرہا را کہ بنا کردہ شدہ بود بہ خشتہائے پختہ ہموار کردہ شدہ۔ یعنی ہمنے بخارا میں پکی ہموار اینٹوں سے بنی ہوئی قبریں دیکھیں

(۵۹) اسی میں تجنیس سے کہگل کرنے کے متعلق منقول ہے کہ اس میں حرج نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر کہگل کرنا وارد ہے۔

(۶۰) اسی میں ہے و در مضمرات گفتہ مختار عدم کراہت است یعنی مختار یہ ہے کہ کہگل مکروہ نہیں ہے

(۶۱) اسی میں ہے در سفر السعادۃ از ترمذی نقل کردہ کہ بعضے از اہل علم کہ حسن بصری از ایشان است در گل کردن قبور رخصت کردہ اند و شافعی نیز ہم برین ست یعنی شرح سفر السعادت میں ترمذی سے نقل کیا ہے کہ بعض اہل علم مثلاً حضرت حسن بصری و امام شافعی علیہم الرحمتہ نے قبروں پر کہگل کرنے کی اجازت دی ہے (۶۲) اسی میں خلاصہ اور ظہیریہ سے قبر پر لکھنے یا پتھر رکھنے کی اجازت نقل کی ہے (۶۳) اسی میں جامع الفتاوے سے منقول ہے تحقیق بتوارث یافتیم نوشتن در بر از مشایخ خود واگر مکروہ بودی چگونہ اجازت دادندے یعنی ہم نے توارث اور تحامل اپنے مشایخ کا قبروں پر لکھنا پایا اگر یہ مکروہ ہوتا تو وہ کیوں اجازت دیتے

(۶۴) اسی میں شرعہ اور سراجیہ سے قبر پر علامت بنانے کا جواز نقل کرکے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے متعلق جو حدیث وارد ہوئی ہے ذکر کی ہے (۶۵) اسی میں قبر پر گنبد بنانے کے متعلق عمدۃ الابرار سے نقل کیا کہ بعض کے نزدیک اس میں حرج نہیں۔

(۶۶) اسی میں مطالب المومنین سے نقل کیا کہ سلف نے مشایخ و علما مشہورین کی قبر پر عمارت

بنانا مباح کیا ہے تاکہ لوگ زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام پائیں۔
(۶۷) اسی میں ہی کہ مدینہ مطہرہ میں اصحاب کرام کی قبور پر عمارات اگلے زمانہ سے موجود ہیں اور ظاہر یہی ہی کہ یہ اس زمانہ کے علمار کی تجویز سے ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقد منور پر بھی قبۂ عالی ہے (۶۸) اسی میں قبر پر سائبان و خیمہ وغیرہ لگانے اور لوح قایم کرنے کی نسبت فرماتے ہیں۔ اگر غرضے صحیح داشتہ باشد ور آں باک نیست و آں چنانکہ در بنا بر قبر بہ نیت آسائش مردم و چراغ افروختن در مقابر بقصد دفع ایذا مردم از تاریکی راہ و نحو آں گفتہ اند کذا فہم من شرح الشیخ یعنی قبر پر خیمہ لگانا عمارت بنانا لوگوں کی آسایش کے لیے یا چراغ جلانا کہ آدمیوں کو اندھیرے میں تکلیف نہو یا کوئی اور فائدہ ہو تو حرج نہیں ہے
(۶۹) اسی میں خلاصہ اور قاضی خاں سے نقل کیا کہ اگر پکی اینٹ لحد میں میت کے قریب نہو تو کوئی حرج نہیں تاکہ درندہ سے پناہ رہے (۷۰) اسی میں تجنیس سے نقل کیا کہ امام اسمٰعیل زاہد نے اجازت دی ہے کہ لحد پر کچی اینٹوں کے پیچھے پکی اینٹیں رکھدی جائیں اور انہوں نے اس کی وصیت فرمائی تھی (۷۱) اسی میں بلندی قبر کے متعلق لکھا ہے نقل کیا کہ ایک بالشت سے اونچی قبر جائز ہے (۷۲) پھر لکھا ہے اما بلند ساختن زیادہ ازیں مقدار بقدر اعتدال در قبور علماؑ و اکابر دین جائز بلکہ مستحسن باشد نظر بقاصیر نظر آں زمان تا رعب ایشاں بر قلوب آنہا ممکن گردد۔ یعنی بالشت سے زیادہ بقدر اعتدال اونچا کرنا علماؑ اور اکابر دین کی قبروں میں جائز بلکہ بہتر ہی اس زمانہ کی قاصر نظر کے اعتبار سے تاکہ انکا رعب اور شوکت لوگوں کے دلوں میں جاگزین ہو جائے
(۷۳) مولانا علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ المفاتیح میں لکھتے ہیں رخص بعضہم التطیین منہم الحسن البصری وقال الشافعی لا باس ان یطین القبر ذکرہ الطیبی) یعنی بعض علما نے قبر پر کہگل کرنے کی اجازت دی ہی۔ انھیں میں سے حضرت حسن بصری ہیں اور شافعی بھی کہتے ہیں کہ اس میں کچھ مضائقہ نہیں یہ طیبی نے ذکر کیا ہے (۷۴) اسی میں ہی وقد اباح السلف البناء علی قبر المشائخ والعلماء المشہورین لیزورھم الناس ویستریحوا بالجلوس

فیہ) یعنی سلف اور اگلے حضرات نے مشہور مشائخ اور علماء کی قبر پر عمارت کو مباح کہا ہے اور جائز رکھا ہے تاکہ لوگ انکی زیارت کریں اور اس میں بیٹھ کر آرام پائیں (۷۵) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں لکھتے ہیں دفن در جوار قبور صلحا و حضور و شہود در ساحت عزت ایشاں موجب برکت و نورانیت و صفا ست زیارت مقامات متبرکہ و دعا در آنجا متوارث ہست یعنی بزرگوں کی قبر کے قریب دفن اور انکے معزز مقام و مکانمیں حاضری برکت اور نورانیت و صفائی قلب کا موجب ہے مقامات متبرکہ کی زیارت اور وہاں دعا مانگنا قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے (۷۶) اسی میں ہے درآخر زمان الخ۔ یعنی چونکہ عوام کی نظر ظاہری مصلحت پر مبنی ہوتی ہے اس لیے آخر زمانہ میں مشائخ اور بزرگوں کے مقابر و مشاہد پر تعمیر میں بعض چیزیں زیادہ کر دی گئیں تاکہ اہل اسلام اور نیک لوگوں کی شوکت و عظمت ظاہر ہو (۷۷) اسی میں ہے امام شافعی۔ گفتہ است کہ قبر امام موسیٰ کاظم سلام اللہ علیہ و آبائہ الکرام تریاق مجرب است برائے اجابت دعا۔ یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مقدس مقبولیت دعا کے واسطے تریاق مجرب ہے (۷۸) اسی میں ہے رود در زیارت قبور احترام اہل آن را در استقبال و جلوس و تادب ہماں حکم است کہ در حالت حیات بود کذا قال الطیبی یعنی قبور کی زیارت میں صاحب قبر کا احترام اسی طرح چاہیے جسطرح حالت حیات میں کیا جاتا تھا۔ انکی طرف منہ کرنا۔ بیٹھنا اور ادب کرنا ویسا ہی لازم آتا ہے۔ (۷۹) مدارج النبوت میں ہے۔ در مطالب المومنین گفتہ است کہ مباح داشتہ اند سلف کہ بنا کردہ شود بر قبر مشائخ و علماء مشہور تا زیارت کنند ایشاں را مردم و استراحت یابند دراں و بنشینند در سایہ آں نقل کردہ است آنرا از مفاتیح شرح مصابیح و گفتہ است کہ دیدم بہ بخارا قبور کہ عمارت کردہ شدہ است بہ خشتہائے تراشیدہ و تجویز کردہ آنرا اسمعیل زاہد کہ از مشاہیر فقہا است (۸۰) اسی میں ہے و از جملہ اعظام و اکابر آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم اکبار جمیع انچہ متعلق ہست بوے از مشاہد و اماکن و معاہد انچہ

دست شریف تُرے بداں رسیدہ و بوی شناختہ شدہ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر میں یہ بھی داخل ہے کہ ان تمام مقامات کی عزت کیجئے جہاں آپ تشریف فرما ہوئے یا آپ نے عبادت کی یا آپکا ہاتھ پہنچا (۴۲) اسی میں ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنے جانور پر سوار نہوتے اور فرماتے مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ میں اس زمین کو اپنے جانور کے سم سے پامال کروں جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں اور جہاں آپنے قدم مبارک رکھے ہیں۔ اسی لیے امام مالک نے اپنے تمام گھوڑے امام شافعی کو دیدیے امام شافعی نے کہا کہ اپنے لیے بھی کوئی گھوڑا رہنے دیجئے تو انہوں نے اسی قسم کا جواب دیا (۴۳) اسی میں ہے کہ احمد بن فضلویہ جو زاہد غازی اور تیر انداز تھے فرماتے تھے کہ میں کمان کو اپنے ہاتھ سے بغیر طہارت کے نہیں چھوتا جب سے میں نے سنا ہے کہ آنحضرت اپنے دست شریف میں کمان لیا کرتے تھے (۴۴) اسی میں عقبہ جبل منیٰ کے متعلق جہاں بیعت اولیٰ واقع ہوئی فرماتے ہیں کہ اب وہاں ایک مسجد ہے کہ اس کی حاضری اور بیعت کا واقعہ یاد کرنے سے مشتاق دلوں میں نور و ایمان پیدا ہوتا ہے اور دعاء و تضرع و ابتہال کا باعث ہے: (۴۵) علامہ سمہودی مدنی علیہ الرحمۃ خلاصۃ الوفا میں لکھتے ہیں (ذکر المسعودی ما حاصلہ ان ہنالک رخامۃ مکتوب فیہا ہذا قبر فاطمۃ بنت رسول اللہ سیدۃ النساء العلمین الخ) یعنی مسعودی نے ذکر کیا ہے کہ وہاں ایک پتھر پر لکھا ہے کہ یہ حضرت فاطمہ اور دیگر اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے مزارات ہیں اور یہ ۳۳۲ھ میں ذکر کیا ہے (۴۶) پھر فرماتے ہیں (بل فی کلام سبط ابن الجوزی ما یقتضی نقل ذالک عن الواقدی وہو متقدم مولدہ بالمدینۃ سنۃ ثلثین و مائۃ فہو دال علی ان تلک الکتابۃ قدیمۃ) یعنی سبط ابن جوزی کے کلام سے اسکا واقدی علیہ الرحمۃ سے منقول ہونا معلوم ہوتا ہے اور وہ مدنی ہیں ان کی پیدائش ۱۳۰ھ میں ہے پس اس سے ظاہر ہے کہ یہ لکھائی قدیم ہے (۴۷) وہی مراغی علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں (فینبغی الدعاء فیہ وقد اخبرنی غیر واحد ان الدعاء ہناک مستجاب) یعنی دار عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک دعاء

مانگنی چاہیے اور میں نے سنا ہے کہ وہاں دعا مقبول ہوتی ہے (۸۸) اس کے بعد خود لکھتے ہیں (والاماکن التی دعا بہا صلی اللہ علیہ وسلم کلہا اماکن اجابۃ ولذا یستحب الدعاء فیہا) یعنی وہ تمام مقامات جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی ہے اجابت وقبول دعا کے مواقع ہیں اسی لیے وہاں دعا مستحب ہے (۸۹) وہی فرماتے ہیں (اذا اشارف المدینۃ الشریفۃ وترائت لہ قبۃ الحجرۃ المنیفۃ فلیستحضر عظمتہا وتفضیلہا وتمثل فی نفسہ مواقع اقدامہ الشریفۃ عند تردد فیہا) یعنی جب مدینہ شریف کے قریب پہنچے اور حجرہ مبارکہ کا قبہ نظر آئے تو اس کی عظمت وفضیلت کا تصور کرے اور اپنے نفس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس قدموں کا تصور جمائے جو وقت وہاں آپ آتے جاتے ہونگے (۹۰) وہی لکھتے ہیں (ولیخطط بقلبہ مدۃ اقامتہ بالمدینۃ جلالتہا وتردد صلی اللہ علیہ وسلم فیہا ولا یرکب بہا دابۃ بہا قدر علی المشی کما فعل مالک رحمہ اللہ وقال استحیی من اللہ ان اطأ تربۃ فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحافر دابۃ الخ) یعنی جبتک مدینہ منورہ میں ٹھہرا رہے اپنے دل سے اسکی جلالت وعظمت اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ورفت کو ملاحظہ کرے اور جہانتک پیادہ پا چل سکے جانور پر سوار نہو جسطرح امام مالک نے کیا اور فرمایا میں اللہ پاک سے شرم کرتا ہوں کہ اس زمین کو جانور کے کھر سے پامال کروں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں (۹۱) وہی فرماتے ہیں (ویستحب اتیان بقیۃ المساجد والاثار المنسوبۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم مما علمت عینہا وجہتہ وکذا الآبار التی شرب وتطہر منہا والتبرک بذالک) باقی مساجد وآثار جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں وہاں جانا مستحب ہے یونہی وہ کنویں جنکا پانی آپنے پیا یا اس سے طہارت کی ان پر حاضری اور ان سے برکت لینا مستحب ہے (۹۲) لباب المناسک میں شیخ امام رحمۃ اللہ سندی اور اس کی شرح المسلک المتقسط میں شیخ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (والنظر فی زمزم عبادۃ) ای اذا

قصد به القربة ويجوز الاغتسال والتوضؤ بماء زمزم على وجه التبرك) الخ ملخصًا
زمزم میں نظر کرنا عبادت ہے جبکہ اس سے قربت مقصود ہو اور زمزم کے پانی سے تبرک کے طور پر
نہانا اور وضو کرنا جائز ہے (۹۳) اسی میں ہے (ويستحب حمله الى البلاد تبركًا
للعباد) الخ یعنی زمزم کا پانی دوسرے شہروں کو لوگوں کے لئے تبرکًا لیجانا مستحب ہے (۹۴) اسی میں
اماکن اجابت (دعاء قبول ہونے کے مقامات) کا ذکر فرماتے ہیں مطاف۔ ملتزم
میزاب کے نیچے بیت اللہ کے اندر بیر زمزم کے قریب مقام ابراہیم کے پیچھے۔ صفا مروہ
عرفات۔ مزدلفہ۔ منیٰ۔ جمرات۔ بیت اللہ دیکھنے کے وقت حطیم کے اندر۔ حجر اسود
رکن یمانی وغیرہ (۹۵) اسی میں ان مقدس مقامات کا ذکر کرتے ہوئے جہاں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی ہے لکھتے ہیں (فينبغي لمن قصد الآثار ان يعم الاماكن
التي روي فيها الاخبار رجاء ان يظفر ببعضها سبيل الاخيار) اس شخص کو جو آثار کا قصد کرے
چاہیے کہ ان تمام مقامات پر حاضر ہو جنکے متعلق روایات وارد ہیں۔ اس امید پر کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ مل جائے (۹۶) اسی میں ہے (ويستحب زيارة بيت سيدتنا
خديجة رضي الله عنها) الخ یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان کی زیارت
مستحب ہے جس میں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا پیدا ہوئیں اور اسی میں وقت ہجرت
تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقیم رہے جو مسجد حرام کے بعد مکہ مکرمہ کے تمام مقامات
سے بالاتفاق افضل ہے اور مولد نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور دار ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اور مولد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دار ارقم اور غار جبل ثور جسکا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے
(ثاني اثنين اذ هما في الغار) اور غار جبل حرا جہاں رسالت سے قبل آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم تنہا عبادت فرمایا کرتے تھے وہیں آپ پر سب سے اول آیات قرآن مجید (اقرأ باسم
ربك) نازل ہوئیں اور آپکا سینہ مبارک شق کیا گیا۔ اور مسجد الجن جہاں آپکے پاس آکر جنوں نے
قرآن کریم سنا یا جہاں آپنے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو خط کھینچکر چھوڑا تھا۔ اور مسجد شجرہ اور

مسجد جبل ابو قبیس او مسجد ازایا اور غار مرسلات وغیرہا کی زیارت مستحب ہے (۹۷) اسی میں ہے جنۃ المعلیٰ جو جنۃ البقیع کے بعد سب سے افضل مقبرہ ہے اور ان دونوں کی فضیلت میں بکثرت احادیث وارد ہیں کے حضرات صحابہ کرام و تابعین عظام و اولیا و صلحا اعلام کے مزارات کی زیارت مستحب ہے۔ ان بزرگوں کے مزارات کی زیارت کرے اور برکت حاصل کرے اور انپر سلام کرے (۹۸) اسی میں ہے (ولیغتنم ایام مقامہ بالمدینۃ المشرفۃ فیحرص علی ملازمۃ المسجد وادامۃ النظر الی الحجرۃ الشریفۃ او القبۃ المنیفۃ مع المھابۃ والخضوع فانہ ای النظر الیہ کونہ عبادۃ کالنظر الی الکعبۃ الشریفۃ) مدینہ شریف میں قیام کو غنیمت سمجھے مسجد مبارک کی ملازمت اور حجرہ شریفہ یا قبہ منیفہ کی طرف خوف و خضوع کے ساتھ برابر نظر رکھنے پر حریص رہے کیونکہ یہ عبادت ہے جس طریقہ پر کعبہ مکرمہ کی طرف نظر کرنے میں۔

(۹۹) اسی میں ہے (وجمیع سواری المسجد یستحب الصلوٰۃ عندھا لانھا لا تخلو عن النظر النبوی الیھا وصلوٰۃ الصحابۃ عندھا) مسجد کے تمام ستونوں کے قریب نماز مستحب ہے کیونکہ انپر حضور کی نظر ضرور پڑی ہوگی اور صحابہ کرام نے انکے قریب نماز پڑھی ہوگی۔

(۱۰۰) اسی میں ہے (ویستحب زیارۃ اھل البقیع کل یوم واتیان المساجد ای الاربعۃ وغیرھا والمشاھد ای بعمومھا واحد ای الابار المنسوبۃ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہر روز اہل بقیع کی زیارت اور مساجد اربعہ وغیرہ اور تمام مشاہد اور احد اور ان کنووں پر حاضری جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں مستحب ہے (۱۰۱) اسی میں ہے ویبدأ حین وصولہ الی قرب احد بمساجدہ بمسجد حمزۃ سید الشھداء عم سید الانبیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیسلم علیہ بخشوع وخضوع مع مراعاۃ غایۃ الادب والاجلال التام فعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ما رأینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باکیا قط اشد من بکائہ علی حمزۃ بن عبد المطلب وضعہ فی القبلۃ ثم وقف علی جنازتہ وانتحب حتی نشغ من البکاء ای شھق حتی کاد ان یغشی یقول

یاحمزۃ یاعم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واسد رسولہ یاحمزۃ یافاعل الخیرات یاحمزۃ یاکاشف الکربات یاحمزۃ یاذاب عن وجہ رسول اللہ) جب احد اور اس کی مسجدوں کے قریب پہنچے تو سید الشہدا عم سید الانبیا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد سے شروع کر کے خشوع وخضوع اور نہایت ادب و اجلال تام کے ساتھ ان پر سلام بھیجے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی اسقدر روتے نہ دیکھا جسقدر حضرت حمزہ بن عبد المطلب پر روتے دیکھا انکو آپنے قبلہ میں رکھا پھر ان کے جنازہ کے قریب کھڑے ہو کر رونے لگے یہانتک کہ چیخنے لگے اور قریب تھا کہ بیہوش ہو جاویں اور فرماتے تھے اے حمزہ اے عم رسول اللہ اے رسول خدا کے شیر اے حمزہ اے نیک کام کرنے والے اے حمزہ اے مصیبتوں کے دور کرنے والے اے حمزہ اے رسول اللہ سے دشمنوں کے دور کرنے والے۔

مخالفین کے دلائل اور انکا جواب

اوّل تو طرفداران نجدیہ کہتے رہے کہ ابن سعود نے مزارات و مآثر شہید نہیں کئے لیکن جب اس کی یہ حرکت بخوبی ثابت ہو گئی تو اس فعل شنیع کی تائید کرنے لگے۔ سید سلیمان ندوی مولوی کفایت اللہ دہلوی۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری۔ مولوی عبد الماجد دریا آبادی۔ مولوی عبد الحی پروفیسر جامع ملیہ۔ مولوی ظفر الملک لکھنوی وغیرہم نے اس تائید و حمایت میں کافی حصہ لیا۔ ہم ان تمام مضامین کے اہم استدلالات پر بحث کریں گے۔

قبروں کے پختہ کرنے اور ان پر قبے وغیرہ بنانے کی ممانعت و حرمت پر مخالفین کی سب سے بڑی دلیل دو حدیثیں نبویہ ہیں۔ اوّل وہ حدیث جس کو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے پختہ کرنے اسپر عمارت بنانے اسپر لکھنے اسپر بیٹھنے اس کو روندنے اور پامال کرنے سے منع فرمایا دوسرے وہ حدیث جو ابوالہیاج

اسد سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں تمکو اس کام کیلئے روانہ نہ کروں جس کے لیے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا کہ تم تصویر کو مٹادینا اور بلند قبروں کو برابر کردینا۔ پہلی حدیث کا جواب یہ ہے اولاً قبر کی عمارت وغیرہ سے ممانعت اس صورت میں فرمائی گئی ہے کہ کسی فائدہ وغرض صحیح کے واسطے نہو بلکہ فخر ومباہات وتکبر کے واسطے ہو پس ممانعت کی علت عدم فائدہ یا زینت وتفاخر ہے جب وہ علت نہو گی تو ممانعت بھی نہو گی۔ (۱) شیخ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ المفاتیح میں توضیح سے اس حدیث کے متعلق نقل فرماتے ہیں (یحتمل وجہین احدھما البناء علی القبر بالحجارۃ وما یجری مجراھا والاخر ان یضرب علیھا خباء ونحوہ وکلاھما منھی لعدم الفائدۃ فیہ) قبر پر پتھر وغیرہ سے عمارت بنانے یا خیمہ وغیرہ لگانے کی ممانعت عدم فائدہ کی وجہ سے ہے (۲) پھر خود فرماتے ہیں (قلت فلیستفاد منہ انہ اذا کانت الخیمۃ لفائدۃ مثل ان یقعد القراء تحتھا فلا تکون منھیۃ) یعنی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب خیمہ کسی فائدہ کے لیے ہو مثلاً قرآن پڑھنے والے اس کے نیچے بیٹھیں تو ممنوع نہیں (۳) اسی میں فرمایا (لعل ورد النھی لانہ نوع زینۃ) یعنی نہی اس لیے وارد ہوئی ہے کہ گچ کرنے میں ایک قسم کی زینت ہے پس اگر زینت مقصود نہو بلکہ درندوں سے قبر کی حفاظت مقصود ہو یا زمین کی نرمی کے سبب گچ وغیرہ کی ضرورت ہو کہ بغیر اس کے قبر کا بقاء وقیام نہو سکے تو ممانعت نہو گی جیساکہ فقہائے کرام نے بالتصریح بیان فرمایا ہے اور اوپر ہم بہت سی عبارتیں اس بارہ میں نقل کرچکے ہیں (۴) مجمع بحار الانوار میں ہے (منھی عنہ لعدم الفائدۃ وقد اباح السلف البناء علی قبور المشایخ والعلماء المشاھیر لیزورھم الناس ویستریحوا بالجلوس فیہ) یعنی فائدہ نہونے کے سبب ممنوع ہے اور سلف (اگلے بزرگوں) نے مباح بتایا ہے کہ مشہور مشایخ اور علما کی قبروں پر عمارت بنائی جائے تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور اس میں بیٹھکر آرام پائیں اس عبارت میں بصراحت مذکور ہے کہ جب فائدہ ہو تو عمارت

وغیرہ کی ممانعت ہے لیکن چونکہ بزرگوں کے مزارات پر عمارت بنانے میں فائدہ ہے کہ آدمی وہاں بیٹھکر
آرام پائیں اور اطمینان سے زیارت کریں گے اور قرآن شریف پڑھیں گے اس لیے جائز ہے
(۵) امام ترمذی اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں (وقد رخص بعض اهل العلم منهم
الحسن البصری فی تطیین القبور وقال الشافعی لا باس ان یطین القبر) یعنی بعض
اہل علم مثلاً حسن بصری اور امام شافعی نے قبر کی لپائی جائز بتائی **ثانیاً** حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب - محمد ابن الحنفیہ نے حضرت ابن عباس کے مزار پر خیمہ لگایا
حضرت عثمان کے زمانہ میں حکم بن ابی العاص کی قبر خیمہ قایم کیا گیا دیکھیے حدیث ۶ و ۷
و ۱۱ حضرت عقیل نے حضرت ام حبیبہ کی قبر پر عمارت بنائی دیکھیے حدیث ۱۲ تو کیا یہ
حضرات حدیث جانتے اور سمجھتے نہ تھے **ثالثاً** قبر پر لکھنے سے ممانعت اُس وقت ہے
جبکہ قدر حاجت سے زیادہ یا بغیر ضرورت ہو **رابعاً** کتابت سے نہی منسوخ ہے جیسا حاکم سے
مروی ہے (۶) ملا علی قاری لکھتے ہیں (قیل یسن کتابة اسم المیت لاسیما الصالح
لیعرف عند تقادم الزمان لان النهی عن الکتابة منسوخ کما قال الحاکم او محمول
علی الزائد علی مایعرف به حال المیت اه وفی قوله یسن محل بحث والصحیح انه
یقال انه یجوز) **خامساً** حضرت ام حبیبہ کی قبر پر حضرت عقیل کو ایک پتھر ملا
جس پر انکا نام لکھا تھا دیکھو حدیث ۱۲ **سادساً** - اسی حدیث میں قبر پر بیٹھنے اس کو
پامال کرنے سے بھی تو ممانعت ہے اس کو نجدی پرست کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں (کیا
ابن سعود کا وظیفہ کھا کر آنکھوں میں چربی چھا گئی جو یہ الفاظ نظر نہیں آتے) دیگر احادیث بھی
وارد ہیں کہ مردہ کو تکلیف دینا جائز نہیں دیکھو حدیث ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ کیا نجدیوں نے
احکام شریعت اور احادیث شریفہ کی خلاف ورزی نہیں کی - کیا انہوں نے مزارات کو
پامال اور ان کی تحقیر نہیں کی اور ان پر نجاستیں نہیں ڈالیں جانور نہیں باندھے -
سابعاً بعض مخالفین نے لکھدیا کہ اس حدیث کو بخاری نے بھی روایت کیا

جیسا کہ خرافات حجاز" مطبوعہ امرتسر صفحہ ۱۵ میں اور ایڈیٹر الناظر لکھنو کے مضمون ہمدم مورخہ ۱۴ستمبر ۱۹۲۵ء میں ہے ہم ان صاحبوں کو لکھتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ بخاری شریف کی کس کتاب اور کس باب میں یہ حدیث مذکور ہے۔ ثامنًا نواب صدیق حسن بھوپالی رئیس الوہابیہ مسک الختام میں سبل سے ناقل ہیں رفتہ اند جمہور بآنکہ نہی مذکور تحصیص برائے تنزیہ است یعنی جمہور علماء کے نزدیک عمارت و گچ سے ممانعت کراہت تنزیہی مراد ہے دوسری حدیث کے متعلق سنئے اوّلاً یہ حکم مشرکوں اور کافروں کی قبروں کے متعلق تھا نہ کہ اہل اسلام کے واسطے اور اس پر صریح قرینہ یہ ہے کہ تصویر مٹانے اور بلند قبر ہموار کرنیکا حکم اس حدیث میں ایک ساتھ موجود ہے لیکن اہل اسلام کی قبور پر تصویریں کہاں ہوتی ہیں البتہ مشرکوں کی قبروں پر بت بلند عمارت کے ساتھ قایم ہوتے تھے۔ (۷) علامہ علاء الدین علی ماردینی قاضی دیار مصریہ متوفی ۷۴۵ھ الجوہر النقی میں فرماتے ہیں (قلت الظاهر انه اراد قبور المشرکین بقرینة عطفه التمثال علیها وکانوا یجعلون علیها الانصاب الابنیة فاراد علیه السلام ازالة آثار الشرک) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت علی کو حکم دیا تھا اس میں ظاہر یہی ہے کہ مشرکوں کی قبریں مراد ہیں جنکا قرینہ یہ ہے کہ تمثال (تصویر) کا عطف کیا گیا ہے اور مشرک قبروں پر بت اور عمارتیں بنوایا کرتے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ شرک کے آثار کو زائل کر دیا جائے ثانیاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے گرد عمارت بن چکی تھی تو کیا حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس حکم کی تعمیل کی تھی نہیں ہرگز نہیں یوں ہی حضرت عقیل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جو حضرت علی کے بھائی تھے ام المومنین حضرت ام حبیبہ کی قبر پر عمارت بنوائی خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کی قبر پر اتنا بھاری پتھر رکھا کہ دو سر اشخص اس کو اٹھا بھی نہ سکا تو آنحضرت نے آستینیں چڑھا کر اٹھایا۔ دیکھیے حدیث ۱۳ اور ان کی قبر اتنی اونچی تھی کہ جو اس کو پھلانگ جاتا

تھا اس کی دیگ سب سے بڑی ہوتی تھی دیکھو حدیث ۲۵ پس ان دونوں حدیثوں کے
ساتھ ہی ساتھ دوسری حدیث اور واقعات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ثالثاً۔ اس
حدیث سے قبر زیادہ بلند کرنے کی ممانعت نکلتی ہے نہ کہ قبر کے گرد عمارت بنانے کی
رابعاً۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور حضرت علی نے
ابو الہیاج اسدی کو اوّل تو تصویریں مٹانے کے لیے حکم فرمایا اس کے بعد قبروں کے
متعلق ارشاد فرمایا نجدی اور آپکے ہوا خواہ قبروں کے ہم پر تو اسقدر زور دیتے ہیں مگر
تصویروں کے مٹانے میں ذرا بھی کوشش نہیں کرتے بلکہ خود تصویریں بناتے انکے
سامنے کھڑے ہو کر سر جھکاتے اور فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔ مولانا احمد مختار صاحب صدیقی
وفد خدام الحرمین اپنے مکتوب ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ لکھتے ہیں ابن سعود نے شاہی دعوت
کی کھانے میں مٹھائی اور چاول وغیرہ کے اونٹ گھوڑے گدھے اور نجدی شکل کے
بےشمار بند بتہ و دستر خوان پر بکثرت چنے تھے۔ ہمارے سید وفد فدائے ملت سید حبیب
صاحب کا سوال مزیدار تھا کہ کیا یہ جائز ہے۔ یہ پوچھتے ہی ابن سعود کے چہرہ پر سیاہی
دوڑ گئی" ظفر الملک ایڈیٹر الناظر لکھنؤ نے مسٹر تلک کی تصویر کے سامنے فاتحہ پڑھی
دیکھئے اخبار حقیقت لکھنؤ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بعض احادیث
اور بھی ان کی طرف سے پیش کیجاتی ہیں ان کو بھی ہم ذکر کیے دیتے ہیں اور ہر ایک کا
مفصل جواب بھی لکھتے ہیں تیسری حدیث۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
زیارت قبور کرنے والی عورتوں پر لعنت کی اور نیز ان لوگوں پر جو قبروں پر مسجدیں بنائیں
یا چراغ جلائیں۔ اقول اوّلاً۔ ابتدا اسلام میں زیارت قبور سے منع فرمایا گیا تھا
بعد کو اجازت مرحمت فرمادی گئی جیسا حدیث میں وارد ہے دیکھئے حدیث ۲۶ و ۲۷
ثانیاً) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ثابت ہے کہ وہ ہمیشہ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی زیارت فرمانیں اور اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر پر زیارت کرنے تشریف

لے گئیں دیکھئے حدیث ۱۵ حضرت فاطمہ زہرہ حضرت حمزہ کی قبر پر جاتیں شہدائے احد کی قبور پر جاتیں دیکھو حدیث ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ نیز حضرت عائشہ کو زیارت قبور کی اجازت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے دیکھو حدیث ۲۰ تا ۲۲ فقہائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ عورتوں کو بھی زیارات قبور کی اجازت و رخصت ثابت ہے ملاحظہ ہو عبارات ذیل

(۸) جامع الرموز میں ہے (وزیارت القبور مستحبۃ للرجال وکذا للنساء علی الاصح)

(۹) درمختار میں ہے (لا باس بزیارۃ القبور ولو للنساء لحدیث کنت نہیتکم)

(۱۰) بحر رائق میں لکھا (والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لہما) (۱۱) کشف بزدوی میں (والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ للرجال والنساء جمیعا فقد روی ان عائشۃ رضی اللہ عنہا کانت تزور قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی کل وقت وانہا لما خرجت حاجۃ زارت قبر اخیہا عبد الرحمن) (۱۲) فتح المنان میں ہے نزد اکثر علما ثبوت رخصت برائے مردان و زنان ہر دو ہست مذہب ائمہ ثلثہ سوائے احمد کہ از وے دو روایت ہست

(۱۳) ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (وقد رای بعض اہل العلم ان ہذا کان قبل ان یرخص النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی زیارۃ القبور فلما رخص دخل فی رخصتہ الرجال والنساء) (۱۴) ملا علی قاری اس قول کو نقل کر کے فرماتے ہیں (وہذا ہو الظاہر) (۱۵) وہی فرماتے ہیں (فہذہ الاحادیث بتعلیلاتہا تدل علی ان النساء کالرجال فی حکم الزیارۃ اذا زرن بالشروط المعتبرۃ فی حقہن) رابعًا۔ عورتوں پر لعنت اسوقت ہے کہ زیارت قبور میں کوئی دوسری حرام بات کریں مثلاً نوحہ وغیرہ (۱۶) مرقات میں ہے (واما خبر لعن اللہ زوارات القبور فمحمول علی زیارتہن لمحرم کالنوح وغیرہ) الخ خامسًا۔ بیشک قبروں پر مساجد بنانا انپر نماز پڑھنا انکی طرف منھ کر کے نماز ادا کرنا جائز نہیں مگر قبور کے قریب مسجد بنانا علما و بزرگان دین کے مزارات کے قرب جوار میں نماز پڑھنا ان کی روح سے فیوض

وبرکات حاصل کرنا۔ وہاں اس امید پر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا کہ صاحب قبر جو بارگاہ
الٰہی میں مقرب ہو اس کی برکت سے قبول ہوگی یقیناً جائز بلا ریب مباح ہے (۱۷) ملا علی
قاری رحمۃ اللہ نے مرقات میں لکھا ہے (وقید علیہا یفید ان اتخاذ المساجد بجنبہا لا باس به
ویدل علیہ قوله علیه السلام لعن الله الیهود والنصاری الذین اتخذوا قبور انبیائهم
مساجد) حدیث میں علیہا کی قید بتاتی ہے کہ قبروں پر مسجد بنانا جائز نہیں مگر انکے
قریب مسجد بنانے میں حرج نہیں اور اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول
دلالت کرتا ہے کہ اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیا اور صلحا کی قبروں
کو مسجد بنا لیا (۱۸) وہی (لعن الله الیهود والنصاری الخ) کی شرح میں فرماتے ہیں
سبب لعنهم اما لانهم کانوا یسجدون لقبور الانبیاء تعظیما لهم وذلك هو
الشرك الجلی واما لانهم کانوا یتخذون الصلوة لله تعالی والسجود علی
مقابرهم والتوجه الی قبورهم حالة الصلوة کذا قاله بعض الشراح من ائمتنا
ویؤیده ما جاء فی روایة یحذر ما صنعوا قال القاضی کانت الیهود والنصاری
یسجدون لقبور انبیائهم ویجعلونها قبلة ویتوجهون فی الصلوة نحوها اما من
اتخذ مسجدا فی جوار صالح او صلی فی مقبرة وقصد الاستظهار بروحه او وصول
اثر عبادة علیه لا التعظیم له والتوجه نحوه فلا حرج علیه الا تری ان مرقد اسمعیل
علیه السلام فی المسجد عند الحطیم والنهی عن الصلوة فی المقابر مختص بالقبور
المنبوشة لما فیها من النجاسة کذا ذکره الطیبی) یعنی یہود و نصاریٰ کی لعنت
کا سبب یا تو یہ ہو کہ وہ انبیا کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے یا یہ کہ قبروں پر سجدہ کرتے تھے
اور نماز میں انکی طرف منہ کرتے تھے قاضی کہتے ہیں اگر بزرگ کی قبر کے پاس مسجد بنائے
وہاں اس کی روح سے مدد کے قصد یا اثر عبادت اس کو پہنچنے کے ارادہ سے نماز
پڑھے تو حرج نہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مزار مسجد حرام میں

حطیم کے قریب ہے اور قبرستان میں نماز سے ممانعت اُن قبروں کے ساتھ مخصوص ہے جو اکھڑی کھُدی ہوں کیونکہ وہاں نجاست ہوگی ایسا ہی طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔

(۱۹) وہی حدیث (الا وان من کان قبلکم یتخذن من قبور انبیائھم وصالحیھم مساجد) کی شرح میں لکھتے ہیں (ای بالمعنی السابق) اگلے لوگ اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے یا انپر سجدہ کرتے اور عبادت ادا کرتے تھے (۲۰) مجمع بحار الانوار میں ہے وحدیث ماکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور اراد بہ تسویۃ القبور مسجد ایصلی فیہ وقیل ان یبنی عندہ مسجد الیصلی فیہ الی القبور واما المقبرۃ الدائرۃ اذا بنی فیہا مسجد الیصلی فیہ فلاباس لان المقبرۃ کالمسجد واما اتخاذہ فی جوار صالح بقصد التبرک لا التعظیم فلا ید خل تحتہ) قبور پر مسجد بنانا جو مکروہ ہے اس سے مُراد یہ ہے کہ قبروں کو برابر کرکے مسجد بنادی جاوے اور وہاں نماز پڑھی جاوے اور بعض کہتے ہیں یہ مُراد ہے کہ قبر کے پاس مسجد بناکر اس کی طرف سجدہ کرے لیکن قبرستان میں مسجد بناکر نماز پڑھنے کچھ مضائقہ نہیں کہ مقبرہ مسجد کی طرح وقف ہے اور بزرگ کی قبر کے قریب تبرک کے قصد سے مسجد بنانا اس میں داخل نہیں۔ (۲۱) مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی (والمتخذین علیھا المساجد) کی شرح میں فرماتے ہیں لعنت کردہ است رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسانے راکہ میگیرند برقبور مسجد را یعنی سجدہ بردگان بجانب قبور بقصد تعظیم۔

(۲۲) نیز لعن اللہ الیہود والنصاریٰ الخ متعلق فرماتے ہیں گرفتن قبور مساجد بدو طریق متصور است یکے آنکہ برقبور سجدہ برند ومقصود عبادت آن دارند چنانکہ بت پرستان می پرستند دویم آنکہ اعتقاد برند کہ توجہ بر قبور ایشاں در نماز عبادت حق است ایں ہردو طریق نامرضی ونامشروع اما اگر در قرب قبر ایشاں مسجدے بناکنند یا نمازے کنند بے توجہ بجانب آں تا برکت مجاورت آں مواضع کہ مدفن جسد مطہر ایشاں ست و بامداد نور انیت

روحانیت ایشاں عبادت کمال قبولے یابد دریں مقام معذوری لازم نمی آید وباکے
نیست کذا قال الشیخ ابن حجر مکی یعنی قبر پر بقصد عبادت سجدہ کرنا یا نماز میں قبر کیطرف
متوجہ ہونا غیر مشروع ہے مگر اولیاء کی قبور کے قریب مسجد بنانا نماز پڑھنا اسطرح کہ
قبر کیجانب منھ نہو تاکہ اس جگہ کے قریب ہونے کے باعث جہاں انکا پاک جسم دفن ہے
اور انکی روحانیت کے نور کی مدد سے عبادت کو کمال وقبول حاصل ہوجائے تو اس میں
کوئی قباحت وحرج نہیں جیسا کہ شیخ ابن حجر مکی نے فرمایا ہے (۲۳) بحر الرائق میں ہے
(ذکر فی الفتاوی اذا غسل موضعا فی الحمام لیس فیہ تمثال وصلی فیہ لا باس
وکذا فی المقبرۃ اذا کان فیہا موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیہ قبر ولا نجاسۃ)
یعنی قبرستان میں نماز کے لیے کوئی جگہ بنالیجائے اور وہاں قبر ونجاست نہو تو نماز جائز ہے
(۲۴) اسی کے مثل منیۃ المصلی میں لکھا ہے (۲۵) جامع الرموز میں ہے (لا یکرہ فی جہۃ
القبر الا اذا کان بین یدیہ بحیث لو صلی صلوٰۃ الخاشعین وقع بصرہ علیہ)
یعنی قبر کی سمت میں نماز مکروہ نہیں مگر جبکہ قبر اسطرح سامنے ہو کہ اگر خشوع کے ساتھ نماز
پڑھے تو اسکی نگاہ قبر پڑے (۲۶) خلاصہ میں مذکور ہے (ھذا اذا لم یکن بین المصلی
وھذہ المواضع حائل کالحائط وان کان حائط لا یکرہ) کراہت اسوقت ہے کہ
نمازی اور قبر کے درمیان کوئی حائل دیوار وغیرہ نہو اگر دیوار ہو تو مکروہ نہیں۔

سادساً۔ خود مسجد حرام میں حضرات انبیاء کرام کے مزارات واقع ہیں سابق میں مرقاۃ
کی عبارت مذکور ہوچکی ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا مرقد مبارک مسجد حرام میں ہے۔
(۲۷) حضرت امام محمد کتاب الآثار میں فرماتے ہیں (اخبرنا ابو حنیفۃ قال حدثنا عطاء
بن السائب قال قبر ھود وصالح وشعیب فی المسجد الحرام) یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ عطا بن سائب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ہود حضرت صالح حضرت شعیب علیہم
السلام کی قبریں مسجد حرام میں ہیں۔ سابعاً قبر و نیز چراغ جلانا اسی وقت ممنوع ہے جب

بیکار ہو اور اس میں کوئی فائدہ ہو۔ لیکن اگر کسی مصلحت سے ہو تو ممنوع و ناجائز نہیں مثلاً
قبروں کے قریب راستہ ہو اور گذرنیوالوں کو اندھیرے میں تکلیف ہوتی ہو یا وہاں مسجد ہے
اور لوگوں کو تاریکی میں نماز پڑھنے سے مشقت و ایذا ہوتی ہو یا وہاں آدمی بیٹھتے ہیں یا قبور
اولیا اور صلحا کی ہیں اور لوگ زیارت و قرأت قرآن کے واسطے حاضر ہوتے ہیں اس لیے
وہاں چراغ روشن کرنے کی ضرورت ہو۔ ایسی صورتوں میں روشنی جائز و مباح ہے۔
(۲۸) سیدی عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں (المتخذین علیہا السرج
ای الذین یوقدون السرج علی القبور عبثا من غیر فائدۃ) قبروں پر چراغ جلانے
والے یعنی بیکار اور بلا فائدہ قبور پر چراغ جلانیوالے (۲۹) وہی فرماتے ہیں (اما
اذا کان موضع القبور مسجدا او علی طریق او کان ھناک احد جالس او کان
قبر ولی من الاولیاء او عالم من المحققین تعظیما لروحہ علی تراب جسدہ
کاشراق الشمس علی الارض اعلاما للناس انہ ولی لیتبرکوا بہ و یدعوا اللہ تعالی
عندہ فیستجاب لھم فھو امر جائز لا منع منہ والاعمال بالنیات) لیکن جب
قبروں کے قریب مسجد یا راستہ ہو یا وہاں کوئی بیٹھا ہو یا کسی ولی یا محقق عالم کی قبر ہو اور
وہاں شمع روشن کریں تاکہ اس کی روح کی عظمت ظاہر ہو جو خاک جسم پر اسطرح روشنی
ڈال رہی ہو جسطرح آفتاب زمین پر۔ اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ولی ہو پس وہ
اس سے برکت حاصل کریں اور وہاں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ مقبول ہو جاوے
تو یہ امر جائز ہے جس سے ممانعت نہیں اور اعمال کی بنیاد مدار نیت پر ہے۔ (۳۰) صاحب
تفسیر روح البیان اور رد المحتار میں علامہ سید محمد امین شامی اور التحریر المختار میں علامہ شیخ
عبدالقادر رافعی حنفی مفتی دیار مصریہ کتاب کشف النور عن اصحاب القبور سے ناقل ہیں
(ایقاد القنادیل والشمع عند قبور الاولیاء والصلحاء من باب التعظیم والاجلال
ایضا للاولیاء فالمقصد فیہا مقصد حسن ونذر الزیت والشمع للاولیاء یوقد

عند قبور تعظیما لھم محبۃ فیھم جائز ایضا لا ینبغی النھی عنہ اولیاء صلحاء
کے مزارات کے قریب قندیل شمع روشن کرنا تعظیم وتکریم اولیاء کی قسم سے ہی تو اسکا
مقصد اچھا ہے اور اولیاء کے لیے روغن زیتون اور شمع نذر کرنا کہ وہ انکے مزارات کے قریب
روشن کیا جائے ان کی تعظیم ومحبت کے ارادہ سے جائز ہے جس سے منع کرنا نہ چاہیے۔

ثالثاً۔ حدیث میں ان لوگوں پر لعنت وارد ہی جو قبروں پر چراغ جلائیں ان پر لعنت نہیں ہے
جو قبروں کے پاس روشنی کریں حدیث کے الفاظ یہ ہیں (والمتخذین علیہا المساجد والسرج)
یہاں کلمۂ (علیٰ) فرمایا گیا ہی جسکے معنی "اوپر" ہیں ہم سابق میں ملا علی قاری کا قول نقل
کر چکے ہیں وقید علیہا یفید الخ یعنی "علیہا" کی قید بتاتی ہی کہ قبروں کے اوپر مسجد بنانا
حرام ہی لیکن قبروں کے قریب بنانے میں کوئی حرج نہیں پس یونہی قبروں کے اوپر چراغ
روشن کرنا جائز نہیں مگر انکے پاس جلانا درست ومباح وجائز ہے۔

چوتھی روایت یہ دلیل میں بیان کیجاتی ہی کہ حضرت ابوہریرہ نے وصیت فرمائی کہ میری
قبر پر خیمہ نہ لگانا پانچویں روایت یہ کہ حضرت ابن عمر کا گذر حضرت عائشہ کے بھائی حضرت
عبد الرحمن کی قبر پر ہوا اسپر خیمہ نصب تھا تو آپنے فرمایا اے غلام اس کو اکھاڑ دے کیونکہ
انپر سایہ انکا عمل کریگا یہ دونوں روایتیں "مزارات حجاز" میں علامہ عینی کی شرح بخاری
سے منقول ہیں۔ اول "حضرت ابوہریرہ کی وصیت سے خیمہ قایم کرنے کی حرمت ثابت
نہیں ہوتی صرف یہ ظاہر ہوتا ہی کہ میری قبر ایسا نکرنا۔ اکثر امور جائزہ کے متعلق مقربان بارگاہ
رب العزت کسر نفسی اور اظہار عجز کے طور پر اپنے لیے ممانعت فرماتے ہیں خود رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا (لا تفضلونی علیٰ یونس بن متی) مجھ کو حضرت یونس علیہ السلام
پر فضیلت نہ دو۔ یہ محض کسر نفسی و اظہار شان عبودیت ہی ورنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ
والتسلیم کا افضل العالمین و سید الانبیاء والمرسلین ہونا محقق وثابت ہے۔

دوسرے حضرت ابن عمر کے ارشاد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعض لوگ ایسا خیال

کرتے تھے کہ خیمہ قایم کرنے سے صاحب قبر پر سایہ ہو جاتا اور اس سے فائدہ پہنچتا ہے
مگر یہ خیال غلط ہی اس لیے آپ نے منع فرمایا اور جب اس ارادے سے خیمہ وغیرہ نہ کیا جائے
بلکہ کسی اور مصلحت و فائدہ کی غرض سے ہو تو اس سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی ہے۔
تیسرے۔ خود علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ جن سے یہ روایات نقل کیگئی ہیں کیا مفہوم و مُراد بیان
فرماتے ہیں سُنیے وہ صاف لکھتے ہیں (۱۳) ضرب الفسطاس ان کان لغرض
صحیح کالتستر من الشمس مثلا للاحیاء لا لاظلال المیت فقط جاز)
یعنی اگر خیمہ کسی صحیح غرض کے لیے لگایا جائے مثلاً لوگوں کے دھوپ سے بچنے کے لیے نہ کہ فقط میت
کے سایہ کے لیے تو جائز ہے حدیثوں کے علاوہ وہابیہ بعض ائمہ کرام کے اقوال
نقل کرتے اور روایات فقہیہ سے بھی استدلال کرتے ہیں مثلاً حضرت امام شافعی کا یہ قول
(رایت الائمۃ بمکۃ یامرون بھدم مایبنی) اقول اولاً امام شافعی اپنا ایک
مشاہدہ بیان فرماتے ہیں اپنا مذہب ارشاد نہیں فرماتے ثانیاً۔ ائمہ سے مُراد حکام ہیں
نہ کہ مذہبی مقتدا و علماء کرام چنانچہ کتاب الام کی اصل عبارت میں "ولاۃ" کا لفظ ہے
جسکا اطلاق علماء پر نہیں ہو سکتا ہی ثالثاً۔ اس عمارت کے ڈھانیکا حکم دیا جو خود قبر کے اوپر بھی
رابعاً۔ جو قبر حد اعتدال سے زیادہ بلند اور اونچی تھی اس کو کم کر دیا چنانچہ اس فعل کی
دلیل میں حدیث (ولا قبرا مشرفا الا سویتہ) پیش کرنا بھی مفہوم ظاہر کرتا ہے۔
خامساً۔ اگر وہی تعمیر مُراد ہو جو قبر کے گرد بنائی جاتی ہی تو یہ قبور عوام سے متعلق ہے
سادساً۔ ہدم کا حکم اس صورت میں ہی کہ وقف عام میں عمارت ہو چنانچہ کتاب الام
کی اصل عبارت میں اسکی تصریح موجود ہے ملاحظہ فرمائیے کتاب الام صفحہ ۲۴۶۔
(قال الشافعی وقد رایت من الولاۃ من یھدم بمکۃ مایبنی فیھا فلم ار الفقھاء
یعیبون ذالک فانکانت القبور فی الارض یملکھا الموتے فی حیاتھم او ورثتھم
بعد ھم لم یھدم شئ ان یبنی منھا وانما یھدم ان ھدم مالا یملکہ احد فھدمہ

لان لا یجی علی الناس موضع القبر فلا یدفن فیہ احد فیضیق ذالک بالناس یعنی امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ میں بعض حکام کو قبروں پر بنی ہوئی عمارت ڈھاتے دیکھا اور اس فعل پر فقہا نے کوئی اعتراض نہیں کیا پس اگر قبریں ایسی زمین میں ہوں جس کے مالک خود صاحب قبور حیات میں ہوں یا انکے بعد وارث ہوں تو انکی عمارتیں نہ ڈھائی جاویں بلکہ ڈھائی جاوے تو وہ عمارت جس کی زمین کا مالک کوئی نہو اور وہ عام قبروں کے لیے وقف ہو۔ تاکہ قبروں کی جگہ تنگ نہو جاوے اور دوسرے شخصوں کو تکلیف ہو۔ علاوہ بریں اسی کتاب میں یہ بھی تو لکھا ہے (واجب احکام القبر) یعنی میں قبر کی مضبوطی پسند کرتا ہوں نیز تحریر فرماتے ہیں (وان کانوا ببلد رقیقہ شق لهم شق ثم بنیت لحودهم بحجارة او لبن ثم سقفت لحودهم علیهم بالحجارة او الخشب لان اللبن لا یضبطها) ملاحظہ ہو صفحہ ۲۴۵ یعنی اگر زمین نرم ہو تو لحد پتھر سے بنائی جاوے یا کچی اینٹ سے بنا کر لحد پتھر سے پاٹ دیجاوے کیونکہ کچی اینٹ اسکو قائم نہیں رکھ سکتی۔ یونہی حضرت امام محمد کی کتاب الآثار سے یہ عبارت نقل کیجاتی ہے۔ (اخبرنا ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم قال کان یقال ارفعوا القبر حتی یعرف فلا یوطأ قال محمد وبه ناخذ ولا نری ان یزاد علی ما خرج منه الخ) اسکا جواب یہ ہے کہ اوّل تو اس میں قبر کو بلند کرنے اور اس کو پامال نکرنیکا حکم ہے۔ اسی کتاب میں بروایت امام ابو حنیفہ دوسری حدیث بھی مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ (لان اطأ علی جمرة احب الی من ان اطأ علی قبر متعمدا۔ قال محمد وبه ناخذ یکره الوطاء علی القبور متعمدا وهو قول ابی حنیفة رضی اللہ عنه) یعنی انگارہ پر چلنا مجھ کو اس سے زیادہ پسند ہے کہ قبر پر قصداً چلوں اس کو پامال کروں۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ اسی پر ہم اعتماد کرتے ہیں کہ قبروں کو قصداً روندنا مکروہ ہے اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔ پس نجدیوں کا صحابہ کرام کی قبروں کو پامال کرنا انکو کھودنا انپر بندوق چلانا انکے خلاف ہے

دوسرے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے نزدیک قبر پر عمارت بنانا اس پر گچ کرنیکا جواز میزان کبریٰ امام شعرانی رحمۃ اللہ سے منقول ہو چکا دیکھے روایات فقہیہ کا نمبر (۱) تیسرے۔ امام محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قبر سے نکلی ہوئی مٹی کے علاوہ سنگریزے وغیرہ قبر رکھنے میں حرج نہیں جیسا ردالمحتار میں حلیہ سے نقل کیا اس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ہوتی ہے کہ آپنے اپنے صاحبزادہ حضرت ابراہیم کی قبر پر سنگریزے رکھے روایات فقہیہ کا نمبر (۲) و (۴) چوتھے۔ کتاب الآثار میں پکی اینٹ وغیرہ کو عدم ضرورت و فائدہ کے سبب مکروہ بتایا اگر ضرورت و فائدہ ہو تو کراہت نرہے گی چنانچہ اس کی تشریح و تفصیل امام سرخسی و امام فضلی و امام تمرتاشی وغیرہم نے فرمائی دیکھے روایات فقہیہ کا نمبر ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۵ وغیرہ۔ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فقہاء حنفیہ میں بڑے جلیل القدر فقیہ ہیں مولٰنا عبدالحیٔ صاحب مقدمۃ السعایہ میں لکھتے ہیں (شمس الائمۃ السرخسی کان اماما علامۃ حجۃ متکلما مناظرا اصولیا مجتھدًا عدہ ابن الکمال باشا من المجتھدین فی المسائل) یعنی شمس الائمہ سرخسی امام علامہ حجۃ متکلم۔ مناظر۔ اصولی اور مجتہد تھے ابن کمال باشا نے انکو مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا ہے علامہ ابوبکر محمد بن الفضل معروف بہ فضلی بھی امام کبیر و شیخ جلیل اور روایت میں معتمد و معتبر تھے فتاوے میں ائمہ بلاد انکی طرف رجوع کرتے تھے مقدمۃ السعایہ میں ہے (کان الفضلی اماما کبیرا وشیخا جلیلا معتمدا فی الروایۃ رحل الیہ ائمۃ البلاد فی الفتاوی)

خلاصۂ مرام و نتیجۂ کلام

اب ان اصول کی طرف رجوع فرمائیے جو ہم تمہید میں بیان کر چکے ہیں اصل اوّل پر نظر رکھتے ہوئے ان احادیث کا مطلب حل ہو جاتا ہے جو بظاہر مزارات و قبور کے گرد عمارت یا مسجد بنانے وغیرہ سے ممانعت فرمائی ہیں اسلیے کہ معتمد و مستند شرح حدیث

اور معتبر علماء اہل سنت نے ان کی علت بیان کردی اور ممانعت کی حد و صورت بیان فرمادی ہے مثلاً بے ضرورت و بے فائدہ عمارت بنائی جائے یا قبر پر یا اس کی طرف سجدہ کیا جائے جیسا کہ ہم مفصلاً علماء کرام کی عبارات سے واضح کرچکے ہیں ۲ اصل دوئم کو "سمجھ لینے کے بعد وہ اقوال شاذہ قابل التفات نہیں رہتے جو جمہور علماء محققین کے خلاف نظر آتے ہیں ورنہ کوئی مسئلہ صحیح نہیں رہیگا کیونکہ کوئی نہ کوئی شاذ و مردود قول ہر مسئلہ کے مخالف ملےگا "اصل سوئم" کو ذہن نشین کر لیجئے تو وہ فقہی روایات اور احادیث و عبارات اہل نجد کے اقوال و افعال کی سند و حجت نہیں ہو سکتیں جن میں قبر کے پختہ کرنے اسکے لیپنے اس پر لکھنے عمارت بنانے وہاں مسجد بنانے نماز پڑھتے دعا مانگنے وغیرہ سے منع کیا گیا ہو اس واسطے کہ دوسری احادیث اور علماء کرام اور فقہائے عظام کی تصریحات سے ان امور کا جواز و استحسان بھی ثابت ہے چنانچہ متعدد عبارات اور احادیث و روایات سابق میں مذکور ہوئیں پس ایک سچا مسلمان یہ نہیں کرسکتا کہ بعض احادیث کو مانے اور بعض کا انکار کرے یا بعض فقہی روایات پر عمل کرے اور بعض کو ٹھکرادے اہل ایمان و ایقان اور اصحاب علم و بصیرت کو اس سے چارہ نہیں کہ تمام نصوص و ادلہ کو تسلیم کرے اور ایسا راستہ اختیار کرے کہ جملہ احادیث و روایات میں مطابقت ہو جائے حضرات اہل سنت و جماعت کا ہی صاف صحیح مسلک ہے افراط و تفریط دونوں سے علیحدہ قول وسیط ہے۔

واقعات پر ایک اجمالی نظر

ادلہ شرعیہ اور نصوص و روایات فقہیہ بیان کرنے کے بعد مناسب ہوگا کہ ان امور کا بھی اجمال کے ساتھ ذکر کردیا جائے جو ظالم وحشی نجدیوں سے حجاز مقدس میں ظاہر ہوئے۔ اگرچہ ان واقعات پر وہابیوں نجدیوں خلافت کمیٹی اور جمعیۃ العلما کے ممبروں اور نجدی ہواخواہ زرپرست اخبار والوں نے پردہ ڈالنے کی کوشش کی اور طرح طرح سے فریب دیا مگر آخر کار تمام حالات

روشنی میں آگئے اور مجبوراً طرفداران اہل نجد کو بھی انکا اقرار کرنا پڑا علماء اہل سنت اور اہل حق برابر نجدیہ وہابیہ کے مظالم اور عقائد کو شائع و ذائع کرتے رہے۔ فقیر راقم الحروف نے اسی وقت جب ان ظالموں نے طائف شریف میں اپنی درندگی اور بربریت بے دینی و وحشت کا ثبوت دیا ایک رسالہ "حرمین شریفین اور روائی نجد" لکھا جس میں کہ انکے ناپاک و خبیث عقائد اور طائف شریف میں ظلم و ستم ڈھانے نیز سیاسی حیثیت سے انکے حالات صحیح واضح کرتے ہوئے بتایا تھا کہ یہ گمراہ فرقہ ہرگز اس قابل نہیں کہ حرمین شریفین کی خدمت اسکے ہاتھ میں رہے (ملاحظہ فرمائیے ہمدم لکھنو ۱۱ نومبر ۱۹۲۴ء مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ) اسیر اخبار خلافت۔ الامان۔ الجمعیۃ۔ زمیندار۔ مدینہ۔ رسالہ الناظر لکھنو وغیرہ عبدالرحمن نگرامی۔ ابومسعود قمر بنارسی مفتی اعظم شاہ شاہجہانپوری۔ اور دیگر وہابی غیر مقلد طرفداران اہل نجد نے بہت شور مچایا جس کے جواب میں حضرات اہل سنت و جماعت کے رسائل اور ہمدم وغیرہ میں مضامین مطبوع ہوئے نیز خلافت ہمدم وغیرہ کے حوالہ سے خود وہابیوں کی کتابوں اور غیر مقلدوں کی کتابوں کے حوالہ سے فقیر نے ایک دوسرا رسالہ "حالات و عقائد نجدیۂ وہابیہ" لکھ کر نجدیوں کے عقائد فاسدہ ترکوں سے بغاوت اور نصاریٰ کی رشوت خواری وغیرہ کو بخوبی ثابت کردیا۔ اخبار غالب بمبئی غلبی گو بمبئی رسالت بمبئی۔ وحدت بمبئی۔ کشاف بمبئی۔ الفقیہہ امرتسر۔ حق لکھنو۔ حقیقت لکھنو۔ الانوار الاعظم لاہور۔ سیاست لاہور۔ رسالہ اشرفی کچھوچھہ شریف نے تو مستقل طور پر وہابیہ نجدیہ کے رد میں دندان شکن مضامین لکھتے رہے یہانتک کہ لکھنو میں عظیم الشان اجتماع کے بعد انجمن خدام الحرمین۔ قایم ہوگئی جو بحمداللہ تعالیٰ نجدیوں اور نجدی پرستوں کی ہر کوبی کے واسطے وقف ہے۔ اس انجمن کی طرف سے ایک وفد بھی حجاز بھیجا گیا جو صحیح حالات سے مطلع کرتا رہا۔ وقائع حجاز کے متعلق ہم سب سے پہلے وہ امور بتانا چاہتے ہیں جو خلافت کمیٹی بمبئی کے وفد نے اپنی چشم دید رپورٹ میں مکہ مکرمہ کے متعلق شائع

کیے ہیں (۱) جنانة المعلیٰ (جنة المعلیٰ) منیٰ کے راستہ میں ایک پہاڑی کے دامن میں واقع ہے اس میں بڑے جلیل القدر صحابہ و صحابیات و تابعین کرام وغیرہ کے مزارات ہیں وہاں (حضرت) عبدالمطلب اور ابو طالب کی قبروں کے قبے تھے جنہیں اسطرح منہدم کیا گیا کہ قبروں کا نشان تک باقی نہ رہا۔ (۲) حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت آمنہ خاتون کے قبوں کو منہدم کر دیا گیا (۳) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور حضرت اسماء بنت ابوبکر اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی قبروں پر سنگ مرمر کی چہار دیواری اور لوہے کے جنگلے تھے۔ دیواریں گرادی گئیں اور جنگلے اکھاڑ کر پھینکدیئے گئے (۴) اسی طرح دیگر صحابہ کرام و تابعین کی قبروں کی عمارت یا چہار دیواری یا جنگلے کو (۵) مسجد جن کیساتھ ایک قبہ تھا جسے گرا دیا گیا (۶) علی بن محمد و مولیٰ مجاور کا بیان ہے کہ بدوؤں کی بہت بڑی جماعت نے مولد النبی صلی اللہ علیہ اللہ علیہ وسلم کو گرانا شروع کر دیا۔ عبدالرزاق مطوف کا بیان ہے کہ یہ لوگ قبوں کو گراتے تھے اور یہ الفاظ کہتے تھے (لعن اللہ من بنا لک رحم اللہ من یھد ملک) جس نے تجھ کو بنایا اسپر اللہ لعنت کرے اور جو گراتا ہے اسپر رحمت" مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قبہ گرا کر زمین بالکل ہموار کر دی اور یہ جگہ عام راستہ میں شامل ہوگئی ہے مولد اور قبہ کا نشان تک باقی نہیں (۷) مولد فاطمہ کو بالکل مسمار کر دیا ہے اور دوسرے آثار و مشاہد کے اکثر حصوں کو تباہ کیا۔ (۸) مسجد صحابہ عشرہ یا مکتب۔ ایک دوسری عمارت کی مسجد تھی جسے ایک زمانہ سے مکتب بنا دیا تھا اسے بھی توڑ دیا (۹) مولد ابی بکر صدیق کے قبہ کا کچھ حصہ گرا دیا۔ تابوت اور مولد کا نشان تک باقی نہیں چھوڑا۔ (۱۰) جبل ابو قبیس پر ایک مسجد ہے جسپر قبہ بنا ہے اس قبہ کو بدوؤں نے گرا دیا دستخط اراکین وفد۔ عبدالحمید۔ محمد شفیع داؤدی امین الدین۔ نجم الدین۔ محمد عثمان۔ ابوالمعارف محمد عرفان (۱۱) اتنا اضافہ اور بھی ضروری ہے کہ انکے علاوہ دیگر مزارات کو بھی صدمہ پہنچایا گیا ہے (۱۲) رپورٹ میں جو لفظ

تابوت استعمال کیا گیا ہے وہ دراصل نشان مولد بھی تھا احمد۔ دیکھئے روزنامہ حقیقت لکھنؤ ۲۱/۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ) دیگر بیانات و برقیات وغیرہ سے جو حالات ثابت ہوئے وہ یہ ہیں۔ سب سے پہلے تقریباً (۳۰) حجاج کے دستخط سے ایک تار عربی ہندوستانی اخبارات میں شایع ہوا جس کو ہندوستانی اخباروں نے شریفی پروپگنڈا کہکر مسلمانوں کو سخت دھوکہ دیا۔ تار کا مضمون یہ ہے: بصرہ ۱۲ ستمبر۔ ہم لوگ جو کچھ شریف کے سامنے اسوقت مجتمع ہیں اور جنکے ساتھ ہندوستان۔ جاوا۔ بخارا۔ افغانستان۔ ایران، سوڈان، ترکستان، طرابلس الغرب کے بیس ہزار حجاج شامل ہیں۔ شکایت کرتے ہیں کہ وہابیوں نے طائف شریف پر حملہ کیا اور ایک مکاتب و مدارس و مکانات جلادیئے (۲) بزرگوں کی قبروں کو نقصان پہنچایا جن میں حضرت عبداللہ بن عباس کی بھی قبر ہے (۳) خوب قتل و غارت کیا۔ (۴) عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالا باوجودیکہ وہ حاجی تھے۔ حمیت انسانی اور تہذیب انصاف کا واسطہ دیکر ہم التجا کرتے ہیں کہ ان افعال شنیعہ کا انسداد کیا جائے روزنامہ ہمدم لکھنؤ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۴ء میں یہ تار بعنوان "حامیان شریف مکہ کی فریاد" نقل کیا اور آخر میں یہ نوٹ دیا کہ اسی قسم کا ایک تار فرانسیسی زبان میں ہندوستانی جرائد کے نام بھی ارسال کیا گیا تھا جو ہمدم میں شائع ہو چکا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافی پروپگنڈا کیا جا رہا ہے (ہمدم)۔ پھر اعلحضرت عظیم البرکتہ عاشق رسول حافظ الحاج مولانا شاہ محمد عبدالقدیر صاحب القادری بدایونی مدظلہ العالی زیب سجادۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ مجیدیہ کا بیان اخبار "خلافت" وغیرہ میں شائع ہوا۔ اسکے بعد حجاج کے مستقل و مسلسل بیانات و تحریرات مطبوع ہوتی رہیں جنکا خلاصہ یہ ہے طائف شریف میں (۱) معززین طائف کو مجبور کرکے دعوتیں کھائیں اور پھر بغیر کسی اشتعال کے قتل عام لوٹ مار کی گئی (۲) عبداللہ میاں کھنڈوالی کو دکان لوٹنے کے بعد بکرے کی طرح لٹاکر سر بازار ذبح کیا گیا (۳) شیخ عبدالقادر صاحب شیبی کلید بردار کعبہ کے بچوں کو شہید کیا گیا (۴) حضرت عبداللہ بن عباس کے مزار اقدس

کو شمار کر کے گھوڑے دوڑائے گئے (۵) شریف مستورات کی بے پردہ تلاشی لی گئی۔ (۶) شہداء کی نعشوں کو زمین پر گھسیٹا گیا۔ مکہ مکرمہ (۷) ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مزار مبارک کو گرا کر بندوقوں کے دستے مارے اور کہا اٹھو کچھ کرامت ہے تو دکھاؤ۔ (۸) مزار حضرت آمنہ (۹) مزار حضرت عبدالمطلب (۱۰) مزار حضرت ابن زبیر (۱۱) قبر ابو طالب (۱۲) مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۱۳) مولد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (۱۴) مولد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۵) دیگر مزارات کو گرا دیا (۱۶) ایک شخص کی زبان سے حیاۃ النبی نکلا ایک نجدی نے اس کو مار کر گرا دیا اور کہا کہ یہ کیا کلمہ کفر بکتا ہے (۱۷) حضرت شیخ سنوسی جنۃ المعلیٰ میں فاتحہ پڑھ رہے تھے تو نجدیوں نے کہا کہ او کافر کیا کر رہا ہے (۱۸) حرم شریف میں نجدی خبیث بیت اللہ کی طرف پاؤں کر کے سوتے ہیں (۱۹) حرم شریف میں جوتیوں سمیت جاتے ہیں (۲۰) آب زمزم سے استنجا کرتے ہیں (۲۱) جو شخص حجر اسود کو بوسہ دے اسے مارتے ہیں (۲۲) مسجد جن (۲۳) مسجد جبل ابو قبیس (۲۴) جائے ذبیحہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کو شہید کر دیا (۲۵) مساجد کی لکڑیاں سر بازار نیلام کیں (۲۶) مسجد نمرہ میں ظہر و عصر جمع کر کے پڑھنا۔ جبل عرفات پر خطبۂ حج اونٹنی پر سوار ہو کر پڑھنا قدیم سنت تھی اس کو نجدیوں نے ترک کر دیا کہ یہ بدعت ہے (۲۷) دلائل الخیرات شریف کو پھاڑ کر پاؤں سے روندا (۲۸) حاجیوں سے رابغ سے مکہ مکرمہ تک فی اونٹ ۵۶ روپیہ وصول کیے مگر اونٹ والوں کو صرف ۱۴ روپیہ دیئے (۲۹) واپسی میں مکہ مکرمہ سے رابغ تک ۲۲ وصول کیے مگر اونٹ والوں کو ۸ دیئے (۳۰) شہر رابغ سے بندر تک ۳ روپے وصول کیے مگر اونٹ والوں کو صرف ۱۰ آنے

مدینہ منورہ (۳۱) سیدنا حضرت امیر حمزہ کا قبہ مبارک بہت قبوں کے درمیان واقع ہے جنکو نقصان پہنچایا (صدر مجلس عالیہ اسلامیہ فلسطین کا بحری پیغام شوکت علی صاحب کے نام) (۳۲) حضرت امیر حمزہ کی قبر شریف منہدم کر دی (۳۳) اہل مدینہ کو لکھ کر بھیجا کہ تم کافر ہو تم حمزہ اور عبدالقادر جیلانی کے ناموں کی پوجا کرتے ہو (۳۴) عرصہ تک اہل مدینہ کا محاصرہ

کر کے خوراک اور نہر زرقا کا پانی بند کر دیا (۳۵) مسجد امیر حمزہ شہید کی (۳۶) گنبد خضریٰ
روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بم پھینکے گئے (۳۷) گولیاں چلائی گئیں (۳۸) حجاج
جو تاجدار عالم روحی بہ الفداء کے سبز گنبد کے سامنے صلوٰۃ وسلام عرض کر رہے تھے انکو اس
مبارک فعل سے روکا (۳۹) ان پر گولیاں چلائیں (۴۰) یہانتک کہ تیس مسلمانوں کو شہید کر دیا
اور ان افعال شنیعہ اور حرکات قبیحہ کا صدور ان سے کچھ تعجب نہیں کیونکہ انکے عقائد ہی ایسے
ہیں اور اس سے پہلے بھی تیرہویں صدی ہجری میں اس قسم کے ناپاک شرمناک افعال و اعمال
کر چکے ہیں اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو کتاب مستطاب بوارق محمدیہ و سیف الجبار تصانیف
اعلیٰحضرت قطب زمان سیف اللہ المسلول حضرت مولانا شاہ معین الحق فضل
رسول صاحب القادری بدایونی قدس اللہ سرہ و نور اللہ مرقدہ مطالعہ کیجئے۔ بہت
ناواقف لوگ انکے عقائد خبیثہ سے انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ تو حنبلی ہیں مگر کتاب
مجموعۃ التوحید نے جو خود عبدالعزیز بن سعود نجدی کے حکم سے قریب زمانہ میں چھپی ہے
تمام راز فاش کر دیا ہم سر دست اخبار "ام القریٰ" سے ایک مختصر عبارت نقل کرتے ہیں
جس سے نجدیوں کے عقائد فاسدہ کی حالت روشن ہو جائیگی "ام القریٰ" ابن سعود کا
خاص اخبار ہے جو مکہ مکرمہ سے شائع ہوتا ہے ۱۵ رجب ۱۳۴۳ھ کے پرچہ میں نجدیوں کے
قاضی القضاۃ مکہ مکرمہ کا ایک مضمون چھپا ہے اس میں لکھا ہے (فالحب والخشیۃ والاجلال
والدعاء والخوف والرجاء والتوکل وغیرھا من العبادات کلھا خالص
حق الرب سبحٰنہ لیس لاحد من المخلوقین فیھا شیٔ ومن صرف منھا شیئا
لغیر اللہ کائنا من کان فقد جعلہ شریکا للہ فی عبادتہ وسواء اعتقد فیہ
انہ یملك الضر والنفع واعتقد انہ شفیع لہ عند اللہ وانہ یقربہ الی اللہ
او فعل ذالك بحکم العادۃ والتقلید للاسلاف الخ یعنی محبت خشیت
اجلال تعظیم، دعا، خوف، امید، توکل وغیرہ تمام عبادات اللہ تعالےٰ کے لیے مخصوص ہیں

ان میں کسی مخلوق کا کچھ حق نہیں اور جو شخص ان امور میں سے کوئی بات غیر خدا کے لیے خواہ وہ کوئی ہو صرف کرے تو وہ اس کو اللہ تعالےٰ کی عبادت میں شریک کرتا ہے خواہ اسکے متعلق یہ اعتقاد رکھے کہ وہ نفع نقصان کا مالک ہے یا اللہ کے نزدیک اسکا شفیع ہے اور اس کو اللہ کا مقرب بتاتا ہے یا یہ عادت اور سلف کی تقلید کیطور پر کرے۔ غور فرمائیگا کہ اس عبارت میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور دیگر مقربان بارگاہ رب العزت کی شفاعت و تعظیم و توقیر وغیرہ سے صریح انکار اور ان امور پر اعتقاد رکھنے والوں کو مشرک قرار دیا گیا ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ٥

اور کیوں نہو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجدیوں کو شیطانی گروہ فرمایا ہے چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شام اور یمن کے واسطے برکت کی دعا فرمائی تو صحابہ نے نجد کے لیے بھی دعا کے واسطے عرض کیا آنحضرت نے پھر شام و یمن کے واسطے دعاء برکت فرمائی اصحاب کبار نے دوبارہ نجد کے متعلق عرض کیا اُس وقت آپنے ارشاد فرمایا ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان وہاں زلزلے اور فتنے ہونگے اور شیطین کی اُمت اس جگہ ظاہر ہوگی مولٰنا شاہ عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں ارقام فرماتے ہیں نجد نام زمینے ست بلند و آن مخصوص است بما دون حجاز آنچہ متصل است بہ عراق۔ نواب قطب الدین خان صاحب شاگرد رشید مولوی اسحاق دہلوی مظاہر حق میں لکھتے ہیں۔ نجد اس زمین کا نام ہے کہ بلند ہے اور وہ مخصوص ہے سوائے حجاز کے کہ جو زمین متصل ہے ساتھ عراق کے اور اگر بقول بعض مخالفین یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اس حدیث میں حجاز کے سوا عراق وغیرہ سب کو نجد شامل عام ہے تو بھی یہ نجد جس میں ابن عبد الوہاب و ابن سعود کی جائے سکونت ہے حدیث کے مفہوم میں شامل رہتا ہے۔

نجدی برطانوی معاہدہ

آخر میں ہم اس معاہدہ کا خلاصہ بھی ہدیہ ناظرین کیے دیتے ہیں جو ابن سعود نجدی اور گورنمنٹ برطانیہ کے درمیان ہوا ہے تاکہ ان لوگوں کی دروغ بافی اچھی طرح ظاہر ہو جائے جو کہتے تھے کہ اہل نجد کا یہ حملہ حرمین اور حجاز کو غیر مسلم اقتدار سے پاک کرنے کے لیے ہے پہلا معاہدہ جو ۱۹۱۵ء میں ہوا جس کی تصدیق ۱۹۲۰ء میں ہوئی اس کی دفعہ اوّل میں ہے برطانیہ تسلیم کرتی ہے کہ ان مقام کا مستقل حاکم سلطان (ابن سعود) اور اسکے اجداد ہیں۔ اس کے بعد انکے لڑکے بالے انکے صحیح وارث ہونگے لیکن ان میں سے کسی ایک کی سلطنت کے انتخاب کے لیے یہ شرط ہوگی کہ وہ سلطنت برطانیہ کا مخالف نہ ہو دفعہ سوم۔ ابن سعود وعدہ کرتا ہے کہ وہ کسی غیر قوم یا کسی سلطنت کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سمجھوتہ اور معاہدہ کرنے سے پرہیز کریگا۔ دفعہ چہارم۔ ابن سعود عہد کرتا ہے کہ وہ اس عہد سے پھریگا نہیں اور وہ ممالک مذکورہ یا اس کے کسی دوسرے حصّہ کو برطانیہ سے مشورہ کیے بغیر بیچنے رہن رکھنے مستاجری یا کسی اور قسم کے تصرّف کا مجاز نہ ہوگا اس کو اس امر کا اختیار نہ ہوگا کہ کسی حکومت یا کسی حکومت کی رعایا کو برطانیہ کی مرضی کے خلاف ممالک مذکورہ بالا میں کوئی رعایت یا اہتمام دے ابن سعود وعدہ کرتا ہے کہ وہ برطانیہ کے ارشاد کی تعمیل کریگا اور اس میں اس کی قید نہیں ہے کہ وہ اس کے مفاد کے موافق ہے یا مخالف۔ دیکھیے روزنامہ حقیقت لکھنؤ ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء۔

اس معاہدہ کا اقرار واعتراف سیّد سلیمان ندوی رئیس وفد خلافت کمیٹی۔ نیز ابراہیم بن محمد بن معمر نجدی اور حافظ ابن وہبہ نجدی نے بھی کیا ہے چنانچہ سیّد سلیمان ندوی روداد وفد حجاز میں لکھتے ہیں جہانتک سلطان کے ذاتی واقف کاروں سے ملنے اور انکی واقفیت سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملا یہ معلوم ہوتا ہے کہ نجد و برطانیہ کے

درمیان کوئی نہ کوئی معاہدہ ضرور ہے اور اس کی دفعات میں یہ بھی ہے کہ سلطان نجد اپنی مملکت کی زمین کا کوئی حصہ دوسری قوم کے ہاتھ فروخت نہیں کرسکتے اور نہ کوئی امتیاز یا حق کسی غیر انگریزی قوم کو دے سکتے ہیں نیز وہ کسی غیر سلطنت سے کوئی معاہدہ برطانیہ کی بغیر اطلاع نہیں کرسکتے ہیں، پھر اسی میں دوسرے مقام پر لکھتے ہیں ہم نے ان (ابراہیم بن محمد بن معمر نجدی جو چند سال پہلے سلطان نجد کے سکرٹیری رہ چکے ہیں) سے نجد و برطانیہ کے معاہدہ کے متعلق سوال کیا انہوں نے اس معاہدہ کے وجود کو تسلیم کیا۔ وفد خدام الحرمین نے اطلاع دی ہے ہم نے ہر دو انگریزی نجدی معاہدوں کے جنمیں پہلا سنہ ۱۹۱۶ء میں ہوا تھا دکھائے جانیکا مطالبہ کیا۔ حافظ ابن وہبہ (وزیر ابن سعود) نے تسلیم کیا کہ جو کچھ شائع ہوا درست ہے اب جدید معاہدہ مقام بحرہ میں (جو کہ مکہ اور جدہ کے درمیان ہے) کیا گیا جسکا خلاصہ یہ ہے یہ معاہدہ جو سلطان ابن سعود اور جنرل کلیٹن کے درمیان ہوا ہے اسکا نفاذ کسی توقف یا منظوری کا محتاج نہیں ابن سعود تسلیم کرتا ہے کہ اس کو حق ہوگا کہ وہ دول خارجہ سے تعلق پیدا کرے یہ حق صرف انگلستان کو ہوگا کہ وہ نجد کے حقوق و فوائد کی ممالک خارجہ سے حتیٰ کہ شام سے بھی نگرانی کرے۔ انگلستان کا ایک رزیڈنٹ ابن سعود کے قصر شاہی میں رہا کریگا۔ سلطان ابن سعود اس سے دست بردار ہوتے ہیں کہ وہ نجد کا کوئی نمائندہ لندن میں رکھیں کیونکہ انکے پاس ایسا کوئی شخص نہیں جو اس منصب کے قابل ہو۔ اب کہاں ہیں نجدی پرست اخبار اور کمیٹیاں جو ابن سعود کو غازی و مجاہد فی سبیل اللہ کے القاب سے یاد کرتے اور کہتے تھے کہ وہ تو حرمین کو غیر مسلم اثر سے پاک کرنے اور شریف حسین کو جو برطانیہ کے زیر اقتدار ہے خارج کرنے کے لیے اٹھا ہے اب دیکھیں کہ انکے خانہ ساز اور فرضی غازی نے کیسی شنیع اور قبیح حرکتیں کیں کیسے ذلیل و مذموم افعال و اعمال کا ارتکاب کیا اور کسطرح برطانیہ کا کمترین غلام ہے۔ کیا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سب سے آخر وصیت

(اخرجوا الیھود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب)
کی تعمیل اب ضروری نہیں کیا ابن سعود کا اثر بالواسطہ غیر مسلم اقتدار نہیں کیا ابن سعود کے سب اقوال جھوٹے ثابت نہوئے کیا اسکا یہ کہنا کہ میں حجاز کو نصاریٰ کے اقتدار سے پاک کرنا چاہتا ہوں میرا کام صرف یہ ہے کہ شریف حسین کو یہاں سے علیحدہ کردوں" محض فریب نہ تھا ہم یہاں ابن سعود کے بعض جملے نقل کرتے ہیں۔ ۲۳ صفر المظفر ۱۳۴۴ھ کو ابن سعود نے جو پیغام حکومت ہند کے نام روانہ کیا۔ اس میں لکھا "آپکا خط جو مسلمان ممبران مجلس وضعان قانون ہند کے تار پر مشتمل تھا موصول ہوا ہمنے روضہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیز ہر اس چیز کا جس کی بے توجہی یا اذیت پہنچانے سے مسلمان دین سے خارج اور مرتد ہو جاتا ہے اسی طرح کافی اہتمام کیا ہے جیسا مسلمان کر سکتے ہیں۔ تمامی عمارات و آثار قدیمہ کی اسی طور سے حفاظت کی گئی ہے جسطرح مسلمان کر سکتا ہے۔ یقین جانئے کہ کوئی حادثہ مدینہ منورہ میں اس قسم کا واقع نہیں ہوا جسطرح دشمنوں نے مشتہر کر رکھا ہے۔ ہرگز ہماری قوم کا ارادہ حرمین شریفین پر تسلط کرنیکا نہیں ہمارے ارادے اعلائے کلمۃ الحق و نشر سنت نبوی کے سوا نہیں ہم اسی طرح اپنے عہد پر قایم ہیں جیسا اللہ اور مسلمانوں سے کر چکے ہیں ہم مسلمانان عالم اور علماء محققین کے مقاصد سے باہر نہیں ہو سکتے۔ موتمر اسلامی بلانے حجاز میں جمہوریت قایم کرنے مسلمانان عالم کے فیصلہ پر معاملات حجاز چھوڑنے کا وعدہ کیا تھا لیکن جدہ میں داخل ہونے کے بعد اپنی بادشاہی کا اعلان کردیا ہم تو پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ ابن سعود کے یہ وعدے فقط فریب دینے کیلئے ہیں ہم نے رسالہ "حرمین شریفین اور والیٔ نجد" میں اول ہی لکھدیا تھا کہ ہمیں ابن سعود کے تمام اقوال اور وعدے سراب اور محض نمایشی نظر آتے ہیں غیر مقلدین نے اگر ان اقوال اور دعاوے کو معاذ اللہ وحی آسمانی سمجھا اور بتایا تو تعجب نہیں تعجب اور سخت تعجب یہ ہے کہ بعض سُنی یا مدعیان سُنیت حضرات نے بھی ان ابلہ فریب دعوے

اور وعدوں پر یقین کر کے دہوکہ کھایا یا مسلمانوں کو دہوکا دیا۔

(ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

لیکن خدا کا شکر ہے کہ اب اکثر مسلمان نجدیوں کے عقائد اور صحیح حالات سے باخبر ہو گئے اور حجاز مقدس میں انکے تغلب اور جابرانہ تسلط کے مخالف ہیں (بہ استثنائے معدودے چند بندگان زر ایمان فروشوں کے) خلافت کمیٹی بھی انکی حکومت حرمین کے خلاف ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد خاتم النبیین

والہ وصحبہ الطیبین الطاہرین واولیاء امتہ

وعلماء ملتہ اجمعین و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

ضمیمہ فائدہ عظیمہ یہاں یہ تذکرہ ضروری ہے کہ انہدام مقامات متبرکہ کے متعلق ابن سعود کی طرف سے یہ بھی عذر کیا گیا تھا کہ قصداً ایسا نہیں کیا گیا بلکہ بعض ناواقف فوج والوں سے یہ فعل سرزد ہو گیا ہے جسکا تدارک کر دیا جائیگا اور وہ مقدس مقامات دوبارہ تعمیر کرا دیئے جائینگے مگر یہ عذر وعدہ بھی غلط ثابت ہوا۔ اعلیحضرت تاجدار دکن سلطان العلوم نظام الملک میر عثمان علی خان آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہ نے اپنے بعض مخصوص ارکان دولت کو حرمین شریفین روانہ کیا کہ وہ وہاں جا کر تخمینہ کریں کہ کسقدر صرفہ ہوگا تاکہ خزانہ عامرہ سے مقامات متبرکہ تعمیر کر دیئے جائیں لیکن اہل نجد نے اس سے بھی انکار کیا۔ امید ہے کہ حضور نظام کا یہ مبارک ارادہ انشاء اللہ تعالےٰ کسی نہ کسی وقت کامیاب ہو کر رہیگا۔

آمین بجاہ سید المرسلین